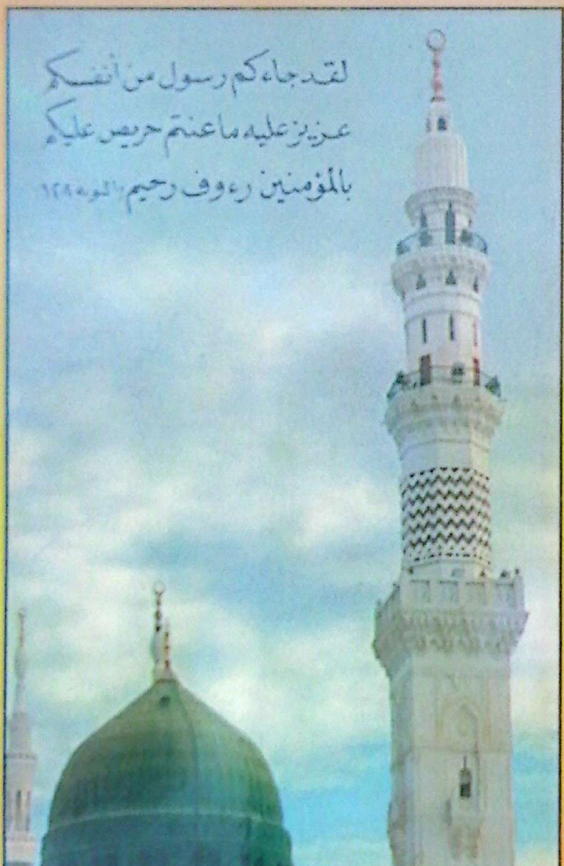
چرچا محمد ﷺ کا



مصنف

رئیس التحریر، مناظر اہلسنت، مربی اہلسنت، حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

باہتمام

مولانا سید حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز، کراچی

الریحان گرافکس 4920983

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

چرچا محمد ﷺ کا

تصنیف

رئیس التحریر، مناظر اہلسنّت، سرمایہ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

ناشر

عطاری پبلشرز کراچی

نام کتاب : چرچا محمد ﷺ کا

مؤلف : رئیس التحریر، مناظر اہلسنت و سرمایہ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہُ العالی

(بہاولپور)

ناشر : عطاری پبلشرز، کراچی

اشاعت : رجب المرجب 1421ھ اکتوبر 2000ء

صفحات 64

کمپوزنگ و ٹائیٹل ڈیزائننگ: الریحان گرافکس 4920983

قیمت :

ملنے کا پتہ

عطاری پبلشرز کراچی

مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی

مکتبہ قاسمیہ سبزی منڈی کراچی

ضیاء الدین پبلشرز کھارادر کراچی

حنفیہ پاک نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

پیش لفظ

مبسملا محمد لامصليا ومسلمًا على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

امابعد! فقیر اویسی غفرلہ نے ایک ضخیم کتاب "آدم تااینډم" "تخمیناً" ۵۰۰ صفحات لکھی۔ دورِ حاضرہ ضخیم کتب کا متحمل نہیں اس لئے اسکے چند مضامین رسالہ ھذا "چرچا محمد ﷺ کا" درج ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور پاکستان میں قسطوار شائع کیا۔ الحاج محمد اسلم اویسی قادری کی فرمائش پر اسے رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

؎ زہے عزو قبول شرف

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہارل پور۔ پاکستان

۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ۔ ۲۳ اگست ۲۰۰۰ء بروز بدھ

بسم الله الرحمن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

(تمہید)

یہ مختصر مضمون فقیر کی تصنیف "آدم تا ایندم" الموسوم بہ "النبی المحتشم مَن ذکرہٗ فی الامم" کا خلاصہ ہے اس کا آسان نام "چرچا محمد ﷺ کا" رکھا گیا ہے تاکہ عوام مسلمان مستفید ہو سکیں اور معلوم کر سکیں جن کے لئے لوگ کہتے ہیں ہم بھی بشر وہ بھی بشر وہ ذات صرف بشر تھی تو پھر جب کوئی بشر نہ تھا اور وہ ذات اپنی جملہ صفات سمیت موجود تھی اور نہ صرف موجود بلکہ اٹھارہ ہزار عالم کے ہر ہر عالم میں ان کا غلغلہ تھا۔ ان کے ان کمالات کو پڑھنے سننے کے بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ صرف بشر نہ تھے بلکہ نور بھی تھے اور نور تھے تو بھی بے مثل اور بشر تھے تو بھی بے مثل۔ چند واقعات رسالہ ہذا میں عرض کئے جاتے ہیں۔ تاکہ وفادار امتی کو یقین ہو کہ اس ذات کے پہلے بھی چرچے رہے اور آج بھی ہیں یونہی انکا قیامت تک چرچا رہیگا۔

امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا:

؎ رہیگا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

باب نمبر ۱ قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے اپنے نبی پاک ﷺ کے متعلق وعدہ لیا جیسے تیسرے پارہ کے رکوع نمبر ۷ میں تفصیل موجود ہے پھر ہر نبی علیہ السلام اپنے دور میں اپنی امت پر حضور نبی پاک ﷺ کے گیت گاتا اور نعتیں سناتا آپکی منقبتیں بتاتا یعنی آنے والے رسول اللہ ﷺ کے لئے سابقہ انبیاء علیہم السلام آپ کی آمد کی مجالس برپا فرماتے۔

ذکرِ مُصطفٰے ﷺ کا چرچا و غلغلہ : ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں۔

لم یبعث اللہ نبیاً من ادم فمن دونہ الا اخذعلیہ العھد فی محمد ﷺ لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ لینصرنہ فاخذ العھد بذالک علی قومہ۔

ترجمہ : یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء علیہم السلام بھیجے سب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

فائدہ : امام اہلسنّت سیدنا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اس روایت میں توثیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ رواہ ابن جریر وابن عساکر وغیرہما عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بلکہ امام بدر زرکشی وابن کثیر وابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (وبنحوہ اخرج الامام ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن السدی کما اوردہ الامام الاجل السیوطی فی الخصائص الکبریٰ)

انبیاء علیہم السلام کا معمولِ زندگی : اس عہد ربانی کے

مطابق انبیاء علیہم السلام نشر مناقب وذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ و علیھم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور ﷺ کی یاد سے منور رکھتے اور اپنی امتوں سے حضور پُر نور ﷺ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رسان مسیح کلمۃ اللہ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کہتا تشریف لایا اور جب سب ستارے روشن پارے میں آواز گئی ممکن غیب میں گئی آفتاب عالم تاب ختمیت سے باہزاران ہزار جاہ و جلال طلوع اجلال فرمایا (ﷺ)

رہا ہمیشہ چرچا تمہارا: ابن عساکر سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں:

لم یزل اللہ یتقدم اخرج اللہ فی خیر امتہ وفی خیر قرن وفی خیر اصحاب ِ وفی خیر ملدَ

ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیاء علیہم السلام سے پیش گوئی فرماتا رہا۔

وسیلہ مصطفیٰ ﷺ: زمانہ قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتی اور حضور ﷺ کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا (ﷺ) اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروافلما جاء ھم ماعرفوا. الخ

فائدہ: اکثر انبیاء علیہم السلام ہمارے نبی پاک ﷺ کے امتی بننے کا شوق ظاہر فرماتے رہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی امتی بھی: حضرت عیسیٰ علیہ

السلام منصب رفیع نبوت و رسالت پر فائز ہو کر حضور سید المرسلین علیہ السلام کے امتی بن کر رہیں گے۔ حضور ﷺ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔ امتی و نائب اعلیٰ یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ

کیف انتم اذا نزل ابن مریم منکم امامکم منکم

(اخرج شیخان عن ابی ھریرۃ)

کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

قرآن کی شہادت

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ط سیما ھم فی وجو ھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الا نجیل

(پ۲۶، فتح، ع ۴۶)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل۔ تو ان کو دیکھے گا رکوع کرتے اور سجدہ میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے۔ یہ انکی صفت تورات اور انجیل میں ہے۔

امام شعرانی (رحمۃ اللہ علیہ)

ابو المواہب سیدنا عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ نے فرمایا:

فکل نبی تقدم علی زمن ظھورہ فھو نائب لہٗ ﷺ فی بعثۃ الشریعۃ ذکر الشیخ تقی الدین السبکی۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۲۲)

تم میں جو کوئی آپ کے عہد اور زمانہ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے اور جو تم میں آپ کے زمانہ کو نہ پائے وہ مرنے کے وقت اپنی اولاد سے یہی عہد لے کہ صرف اور صرف انہی کی غلامی اختیار کرے۔

(۱) جو نبی آپ کے ظہور کے زمانہ پر مقدم ہے وہ اپنی بعثت میں اس شریعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا نائب ہے۔ ہر شریعت جس کے ساتھ کوئی نبی مبعوث ہوا حقیقت میں وہ شریعت حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت ہے جو اس زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اہل زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲) تمام پیغمبروں کی نیابت کی کتاب مذکور میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو چارہ نہ ہوتا میری اتباع کے بغیر اور جب عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنی شریعت پر جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے عمل نہیں کریں گے بلکہ حضور ﷺ کی شریعت اور سنت کی اتباع کریں گے۔

(۳) ہر پیغمبر نے اپنے زمانہ میں آپ کا ذکر کیا اور لوگوں کو آپ کی آخیر زمانہ میں آمد کی اطلاع دی اور ان کو وصیت کی کہ تم میں سے جو کوئی آپ کے عہد اور زمانہ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے اور جو تم میں آپ کے زمانہ کو نہ پائے وہ مرنے کے وقت اپنی اولاد سے یہی عہد لے کہ صرف اور صرف انہی کی غلامی اختیار کرے۔

فائدہ: آیت سے ثابت ہوا کہ سابق امم رسول خدا حبیبِ کبریا ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوب تذکرے کرتے تھے۔ رسالہ دار العلوم دیوبند جو کہ مولوی انور شاہ کشمیری کے صاحبزادے ازہر شاہ قیصر کی ادارت میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب کی زیر نگرانی ماہوار چھپتا تھا۔ اس ماہ نامے کے ماہ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کے پرچہ میں مولوی اخلاق صاحب دہلوی کا مضمون چھپا تھا جس میں وہ حضور ﷺ کی تعریف میں صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔

حدیثِ اوّل:

مواہب لدنیہ میں مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم

ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ (الحدیث)

ترجمہ: جابر خدا تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے۔

قرآن مجید: الذین اتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابنا ئھم۔

اہلِ کتاب حضور ﷺ کو ایسے پہچانتے جیسے اپنے بیٹوں کو۔

(ف) کیوں جانتے تھے اس لئے کہ انکی کتابوں میں آپ کا خوب چرچا تھا۔

تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی تفسیر فتح العزیز مشہور تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ۔"بودند ایں یہودیاں قبل از نزول ایں کتاب معترف و مقربہ نبوت ایں شخص و بزرگی او بر جمع انبیاء زیراکہ در وقت جنگ و خوف شکست بر خود طلب فتح و نصرت میکردند از جناب الٰہی بنام ایں پیغمبر و مید انستند کہ نام او اینقدر برکت دارد کہ بسبب ذکر آں و توسلے باآں فتح و نصرت حاصل میشود گویانام ایں پیغمبر را مقوی و ناصر جمیع پیغمبران مید انستند و نیز یقین میکروند کہ ایں پیغمبر در کافر کشی وازالہ ادیانِ باطلہ باآں مرتبہ رسیدہ است کہ نام او حکم لشکر جرار دارد"۔

یہودی اس کتاب قرآنِ پاک کے نازل ہونے سے پہلے ہی سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت اور آپ کی تمام انبیاء پر بزرگی کا اقرار کرتے تھے اس لئے وہ لڑائی میں شکست کے خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پیغمبر ﷺ کے نام سے فتح اور نُصرت طلب کرتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی اس قدر بابرکت ہے کہ اس کے ذکر اور توسل سے فتح اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ آپ کا نام مبارک تمام پیغمبروں پر مقوی اور مددگار جانتے تھے اور ان کا اس پر بھی یقین تھا کہ کافر کشی اور باطل دینوں کو ختم کرنے کے لئے آپ کا نام مبارک ایک لشکرِ جرار کے قائم مقام ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۳۲۹ ج ۱)

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ : فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہود سے بڑھ کر سیّد عالم ﷺ کی رسالت کی حقیقت اور آپ کے احوال واوصاف سے دانا اور شناسا اور کوئی قوم نہ تھی کیوں کہ ان کے پاس آسمانی کتابیں اور حضور کے اوصاف و احوال موجود تھے جنہیں یہ پڑھا کرتے تھے اور حضور ﷺ کی بعثت و رسالت اور آپ کی تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے۔ ان کے آباء مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیّت کرتے اور بشارت دیا کرتے اور نبی آخر الزمان ﷺ کے وجودِ گرامی کی خبریں دیا کرتے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **یعرفونہ کمایعرفون ابناء ھم** ۔ یہ حضور اکرم ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں چونکہ باپوں کو اپنے بیٹوں کے بارے میں علم یقینی اور شہودی ہوتا ہے۔ اس لئے حضور پُر نور ﷺ کی معرفت اور پہچان کو ان کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (مدارج النبوت فارسی ص۸۶ ج۲)

فائدہ : اہلسنّت کا یہی مذہب ہے کہ سابق امم میں حضور سرورِ عالم ﷺ ہر ایک کے وسیلہ ہیں لیکن مخالفین اس کے خلاف ہیں اس کے باوجود وہ اپنی تفاسیر میں اقرار بھی کرتے ہیں۔

دو حوالے : (۱) مولوی بدر عالم نے لکھا کہ کتب سابقہ میں حضور کا اتنا تعارف ہو چکا تھا کہ بادشاہوں سے راہبوں تک کسی کو انکار نہ تھا اہل کتاب نے ہزار کوشش کی مگر چھپا نہ سکے (ترجمان السنۃ ص۵۰ ج۲)

(۲) ابن تیمیہ نے کہا کہ حضور کے متعلق سو مقامات سے زیادہ بشارات موجود ہیں پھر اس کی تفصیل لکھی۔

مولوی ثناء اللہ امر تسری : آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جن لوگوں کو ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے آسمانی کتاب دی ہے یعنی یہود و نصاریٰ میں سے نیک لوگ وہ بھی اس سچی تعلیم اور اس تعلیم کے پہنچانے والے سچے

رسول کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ (تفسیر ثنائی ص ۶۴ سورۃ الانعام مطبوعہ امرتسر)

نجدیوں کا حوالہ : صدر الدین علی نے لکھا۔

اهل الکتاب کا نوا یعرفون النبی ﷺ کما یعرفون ابناء هم۔ (شرح الطحاویہ فی العقیدہ السلفیہ ص ۲۷۸ مطبوعہ ریاض)

ترجمہ: اہل کتاب کو نبی کریم ﷺ کی پہچان اس طرح تھی جیسے کہ اپنے بیٹوں کی۔

دیو بندیوں کیلئے ایک حوالہ : انور شاہ کشمیری کے شاگرد مولوی بدر عالم نے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ تفاسیر میں منقول ہے کہ جب کسی نصرانی سے مسلمان ہونے کے بعد سوال کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی معرفت کو فی الواقع اولاد کی سی ہی معرفت حاصل تھی تو انہوں نے جواب دیا بلکہ اولاد سے بھی بڑھ کر کیوں کہ اپنی اولاد کا یقین تو ہم کو صرف ایک عورت یعنی اس کی والدہ کے بیان پر ہوتا ہے۔ جس کی دیانت اور صداقت میں شبہ کی گنجائش نکل سکتی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی معرفت تو ہم کو ان صحف سماویہ کے ذریعہ سے حاصل تھی جس میں شک و تردد کی کوئی گنجائش نہ ہو سکتی (ترجمان السنۃ ص ۴۵ ج ۴)

باب نمبر ۲ (حکایات)

حکایت نمبر ۱

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ یمن میں کپڑے کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے بڑے شیخ سے ملاقات کی اس وقت ان کی عمر تین سو نوے برس کی تھی اور وہ اپنے زمانہ میں بہت بلند پایہ عالم تسلیم کئے جاتے تھے میری ان سے بات چیت ہوئی وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی : میرا خیال ہے کہ آپ حرم مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : جی ہاں۔

شیخ ازدی : میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : جی ہاں! میں قبیلہ بنی تمیم سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

شیخ ازدی : بس اب میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمائیے۔ کیا ارشاد ہے؟

شیخ ازدی : آپ اپنے پیٹ سے کپڑے اٹھائیں میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ازدی : میرا علم نہایت وسیع، ملاوٹ اور مبالغے سے بالکل صاف اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔ اس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حرم مکہ میں ایک نبی ظہور ہونے والا ہے اور ایک کہل (ادھیڑ عمر کا انسان) اس کا مددگار ہوگا۔ ادھیڑ عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ ان کے پیٹ پر

ناف کے اوپر سیاہ تل ہو گا اور ان کی بائیں ران پر بھی ایک نشان ہو گا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دکھلا دیں۔

حضرت ابو بکر نے کرتہ اٹھایا۔ شیخ نے آپ کی ناف کے اُوپر تل دیکھ کر فرمایا رب کعبہ کی قسم، کہ آپ ہی اس آخری مقدس رسول ﷺ کے معاون ہیں اور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہِ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا صراط مستقیم سے رائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا کام کاج مکمل کیا اور شیخ سے الوداعی ملاقات کی۔ شیخ نے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا دینا۔

شیخ کا پیغام: میری عمر تین سو نوے برس تک پہنچ چکی ہے اور میرا جسم کمزور ہوتا جا رہا ہے اس لمبی عمر میں بہت سے عبرت آموز واقعات دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دُعا کرتا رہا ہوں کہ مجھے نبی آخر الزمان کی نبوت سے مستفیض ہونا نصیب ہو جائے۔ الحمد للہ کہ مجھے وہ بابرکت زمانہ نصیب ہوا ہیں اگر چہ ان سے دُور ہوں۔ لیکن میں ان کی ختم رسالت اور دعوت حقہ کو دل سے قبول کر چکا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ کی نصیحت اور پیغام لے کر مکّہ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضور رسول اکرم ﷺ لوگوں کو دین حقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میرے پاس عقبہ بن ابی معیط اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو جہل آئے اور کہا کہ محمد بن عبد اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اسکے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا حضرت! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے راستہ کے خلاف نئے راستہ کی دعوت دی اور لوگوں کی نظروں میں جو عظمت حاصل تھی اس کو کھو بیٹھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں آپ

کی طرف اور دنیا بھر کے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ بس تم اللہ پر ایمان لاؤ"۔ میں نے کہا نبوت پر کیا دلیل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیخ جس کو آپ یمن میں ملے تھے۔

میں نے کہا: میں یمن میں کاروباری سلسلہ میں بہت سے مشائخ سے مل چکا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ شیخ جس نے آپ کو نصیحت فرمائی اور ابیات میں پیغام دیا۔

میں نے کہا: اے میرے محبوب ترین دوست! آپ کو میری اور شیخ کی بات چیت کا پتہ کس نے دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس اللہ تعالیٰ نے پتہ دیا ہے جس نے تمام سابقہ انبیاء کرام کو نبوت بخشی اور مجھے ختم نبوت کا مقام مرحمت فرمایا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیں تاکہ میں دعوتِ حقہ کو قبول کر کے اسلام قبول کروں۔ میرے اسلام قبول کرنے پر آنحضرت ﷺ بے انتہا مسرور ہوئے (الصواعق المحرقۃ لابن حجر ص ۱۴۷، ۱۴۸ مطبوعہ مصر)

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کا چرچا کیا کہنے کہ ایک بوڑھا عالم کیسی تمنا لئے بیٹھا تھا اس کے پیغام سے اندازہ لگائیے۔

(۲) نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ آپ کے یارِ غار و مزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف چرچا بلکہ ان کی صورت و سیرت کا کامل نقشہ اللہ تعالیٰ نے سابق صحیفوں میں لکھوا دیا یہاں تک کہ ران کا تل بھی لکھ دیا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ پر پہلا معجزہ ہی علم غیب کا ثبوت جس کی تصدیق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آنے والے تمام ایمان والوں کو سبق دیا کہ اصلی ایمان وہی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کی تصدیق ہو۔

حکایت نمبر ۲

حضرت عمر کی خلافت وسیع ہوئی تو انطاکیہ فتح کرنے کے بعد آپ نے اپنے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ کو بیت المقدس کو فتح کرنے کا حکم دیا اور طویل محاصرہ اور شدت جنگ کے بعد عیسائی صلح پر آمادہ ہوگئے۔ شہر کے لاٹ پادری نے شہر پناہ سے نکل کر کہا۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس شہر کو نبی آخر الزمان کا ایک صحابی فتح کریگا۔ عمر اس کا نام اور لقب فاروق ہو گا۔ حضرت ابو عبیدہ نے لڑائی ملتوی کردی اور ساری بات چیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجی۔

حضرت عمر۔ حضرت علی کو اپنا نائب مقرر کر کے بیت المقدس کو تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ایک غلام بھی تھا اور سواری کے لئے ایک اونٹ جس پر ایک دن خود سوار ہوتے اور دوسرے دن غلام اور خود نکیل تھام کر آگے آگے چلتے جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اسلامی فوج کے نعرہ ہائے تکبیر سے شہر کے درودیوار گونج اُٹھے عیسائیوں کا جرنیل ارطون پہلے ہی کھسک گیا۔ جب لاٹ پادری نے آپ کو نظارہ کیا اور حضرت عمر کا عدل وانصاف دیکھا کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور آپ نکیل تھامے ہوئے ہیں تو اعلان کر دیا کہ یہی وہ شخص ہے جو بیت المقدس فتح کرے گا اور حاکم شہر کو مشورہ دیا کہ چابیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دی جائیں۔ چنانچہ چابیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دی گئیں اور ایک عہد نامہ کی رو سے عیسائیوں کو امان دی گئی ان کے گرجے محفوظ کر دیئے گئے اس کے بعد آپ نے شہر کے متبرک مقامات دیکھے باہر نکلے تو صحابہ کبار نے قیمتی گھوڑا اور ایک لباس پیش کیا۔ مگر آپ نے کہا خدا نے ہمیں یہ عزت اسلام کی بدولت عطا کی ہے مجھے شان و شوکت کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد آپ نے مقام صخرہ (حضرت سلیمان علیہ السلام کی جائے عبادت) پر سجدہ شکر ادا کیا۔ اس طرح آپ کی بدولت یہ شہر

مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا نماز کا وقت آیا تو پادریوں نے وہیں پڑھنے کو کہا مگر آپ نے ایسا نہ کیا تا کہ مسلمان گرجوں کو مساجد نہ بنالیں اور کہیں گرجے میں نماز پڑھنے کا جواز نہ ہو جائے۔ مگر پھر چار سو سال کے بعد مسلمانوں کے اختلافات اور عیسائیوں کے اتحاد سے یہ شہر عیسائیوں کے قبضہ میں آگیا۔ مگر صلیبی جنگوں میں حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے عیسائیوں کے حکمران رچرڈ کو متعدد بار پے در پے شکست دے کر ایسی کاری ضرب لگائی کہ عیسائی عرصہ تک پھر سر نہ اٹھا سکے۔ حضرت صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد عیسائیوں نے دوبارہ فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ مگر ترکیہ کے شاہ سلیم نے بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کر کے عیسائیوں اور یہودیوں کو شکست فاش دی اور صخرہ پر سے صلیب اتار کر ہلالی پرچم لہرا لیا۔

لیکن افسوس کہ اب پھر بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کوئی مرد مولیٰ بھیجے جو مسلمانوں کو بیت المقدس واپس دلوادے۔

حکایات نمبر ۳

کوہ حلوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک صحابی کا فاروق اعظم کی فوج کے ہاتھ پر ایک شاندار معجزہ کا ظہور جسے نظم میں قلمبند کیا گیا ہے۔

ہوا جنگ فارس کا جب اہتمام ❖ چلے شوق میں سب صحابہ کرام

تھے سعد ابن وقاص سردار فوج ❖ چلی فوج یوں جیسے دریا کی موج

کیا کوہِ حلوان پہ آکر قیام ❖ خور و نوش کا تا کریں اہتمام

اذاں جب وہاں دی گئی برملا ❖ تو پیدا ہوئی کوہ سے اک صدا

ہوئے پھر تو حیرت میں پیر و جواں ❖ کہ دیتا تھا کوئی جوابِ اذاں

بہت فکر کی، چھان ڈالا پہاڑ ❖ نہ چھوڑی گئی کوئی جھاڑی نہ جھاڑ

معاً حضرت سعد نے خط لکھا ❖ کہ گذرا ہے اس طرح اک واقعہ

وہ خط جب کہ حضرت عمر نے پڑھا ❖ جواب اس کا اس طرح سے

لکھدیا

کہ جب واپسی وہ بصد احترام ❖ اسی کوہ پر جاکر کرنا قیام
اذاں پھر اسی طرح دیناوہاں ❖ اگر دے کوئی پھر جواب اذاں
کہنا یہ اس کوہ سے اے جبل ❖ یہ فرمان فاروق ہے بر محل
دیتا ہے تجھ میں اذاں کا جواب ❖ اسے کردے ظاہر تو ہم پر شتاب
غرض جنگ سے جب فراغت ہوئی ❖ مدینے میں آنے کی نوبت ہوئی
تھے آنکھوں پہ پلکوں کے پردے پڑے ❖ اٹھا کر انہیں ہاتھ سے دیکھتے
ہوا پہلے تو حسبِ سنّت سلام ❖ لگا کہنے بعد اس کے وہ نیک نام
کہاں ہیں جناب رسالت مآب ﷺ ❖ دیا حضرت سعد نے یہ جواب
ہوئے واصل حق وہ عالی جناب ﷺ ❖ کہا اس نے پھر یہ بصد پیچ و تاب
کوئی آپ کا اب خلیفہ بھی ہے؟ ❖ کسی نے یہاں ان کو دیکھا بھی ہے
کہا سعد نے پھر یہ بے اختیار ❖ کہ بو بکر صدیق گردوں وقار
وہ بعد رسول اللہ کے خلیفہ ہوئے ❖ مگر وہ بھی جنت کو سدھے گئے
خلیفہ ہیں اب اُن کے حضرت عمر ❖ خلافت ہے ان کی بصد کرّ و فر
یہ سب شہ ﷺ کے خدام ہیں خوش نصیب ❖ زیارت مجھے بھی ہوئی ہے نصیب
ان ہی دونوں آنکھوں سے دیکھا جمال ❖ درخشاں تھا وہ مثلِ بدرِ کمال
حدیثیں سنی ہیں انہیں کان سے ❖ لیا کرتے تھے فیض قرآن سے
اسی منہ سے چومے ہیں شہ کے قدم ❖ نہیں جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم
کہا اس نے دستِ کرم لائیے ❖ ذرا اب نہ تاخیر فرمائیے
خدارا بہت جلد بیعت کرو ❖ مجھے داخلِ اُمّت کرو!
پڑھا اس نے پھر کلمۂ لا الٰہ ❖ کہاں ہیں محمد رسول اللہ
کیا حضرت سعد نے پھر سوال ❖ کہ اے شخص بتلا تو اب اپنا حال
کہا اس نے مہماں کوئی دم کا ہوں ❖ صحابی میں عیسیٰ ابن مریم کا ہوں

محمد ﷺ کی تعریف حضرت مسیح ❖ کیا کرتے تھے بازبانِ فصیح!

فضائل سناتے تھے اصحاب کے ❖ اس اُمت کے ابدال واقطاب کے

مرے دل میں خواہش یہ پیدا ہوئی ❖ کہ ہوتا میں کاش آپ کا اُمتی

کہا میں نے اس پر اے نبی خدا ❖ مرے حق میں فرمایئے یہ دُعا

کہ دنیا میں اس وقت تک میں جیوں ❖ جمالِ شہ دوسرا دیکھ لوں

دعا کی مرے حق میں جب شاہ نے ❖ تو بھیجا پیام ان کو اللہ نے

زیارت صحابہ کی ہو جائے گی ❖ سعادت یہ قسمت سے ہاتھ آئے گی

کیا میں نے پھر شکرِ پروردگار ❖ لگا کرنے اس وقت کا انتظار

ملی آج وہ میرے دل کی مراد ❖ کیا ہے مجھے میرے مالک نے شاد

یہ فرما کر خاموش وہ ہو گیا ❖ غرض موت کی نیند میں سو گیا

لگے دینے غسل و کفن پاک باز ❖ پڑھی پھر جنازے پہ ان کی نماز

اسی کوہ پر پھر بنایا مزار ❖ زیارت کرے تاکہ ہر دیندار

سُنا مومنو! تم نے یہ ماجرا ❖ سمجھ میں بھی آیا کہو کچھ بھلا

کرامت یہ فاروق اعظم کی تھی ❖ جلالت یہ فاروقِ اعظم کی تھی

کہ تھے تابع حکم بحر و جبال ❖ کرے کوئی سرتابی کیا تھی مجال

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کا کتنا چرچا کہ بندگانِ زیارت کے اشتیاق میں کیا کیا جتن کرتے۔

(۲) رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام ممبر پر ہمارے نبی پاک ﷺ کے کمالات بیان کرتے۔

(۳) اللہ والوں کی زندگی کا کیا کہنا اور موت بھی کہ مدعا پورا ہوا تو موت کو قبول کر لیا۔

(۴) مزار بنایا صحابہ نے کس کا عاشق رسول کا اور مزارات ہوتے بھی ہیں تو عاشقانِ رسول کے۔

حکایت نمبر ٤

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا وہاں پہنچ کر میں نے لوگوں کو خطبہ دینے کا ارادہ کیا تو یہود کے ایک بہت بڑے عالم نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔ میں نے آپ کا حلیہ مبارک کہ جناب بہت زیادہ لمبے بھی نہیں اور نہ بہت چھوٹے ہیں وغیرہ پورا حلیہ مبارک بیان کیا۔ یہودی عالم نے کہا کہ جناب کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے اور جناب خوبصورت ریش مبارک والے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اللہ کی قسم یہ بھی جناب میں موجود ہے یہودی عالم نے کہا کہ میں نے ان کے اوصاف کو اپنے باپ دادا کے مکتوبات میں پایا اور تحقیق میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی وہ تمام مخلوق کی طرف اللہ کے رسول ہیں (المواہب اللدنیہ ص ۲۵۴ ج ۱)

فائدہ : کیا خوش قسمت تھے کہ وہ لوگ کہ اپنی یادداشتوں اور نوٹ بکوں پر ہمارے نبی پاک ﷺ کے نام اور نشان لکھتے اور اولاد کو دے جاتے تاکہ ان کی غلامی سے محروم نہ جائیں۔

حکایت نمبر ٥

دعوتِ اسلام پر مشتمل خط کے جواب میں عظیم قبط مقوقش نے لکھا ہے میں نے جناب کا خط پڑھا اور جو کچھ جناب نے تحریر فرمایا اور جس کی دعوت دی میں نے اسے اچھی طرح سمجھا اور مجھے پہلے ہی یہ معلوم تھا کہ ایک نبی ابھی آنے والے ہیں اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ شام میں مبعوث ہوں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی۔ آپ کی خدمت میں دو لونڈیوں کو بھیج رہا ہوں جو قوم قبط کے اونچے درجہ کی ہیں اور اس کے علاوہ ایک دراز گوش (خچر) بھی ہدیۃً بھیج رہا ہوں تاکہ جناب آپ ہی سواری فرمائیں۔ الخ (مواہب ص ۲۲۵ ج ۱)

حکایت نمبر ۶

ابن عساکر نے حضرت کعب احبار سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم پر انبیاء مرسلین کی تعداد کے مطابق اتارا پھر متوجہ ہوئے آپ کے بیٹے شیث علیہ السلام پر۔ پس فرمایا "اے میرے بیٹے تو میرا خلیفہ ہے میرے بعد پکڑ تو اس تقویٰ کی بنیاد پر اور جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو حضرت محمد ﷺ کا ذکر ضرور کرنا۔ کیوں کہ میں نے جناب کا اسم گرامی عرش کے کنارے پر لکھا ہوا دیکھا اور میں ابھی اس وقت مٹی اور روح میں ملوث تھا اور پھر میں آسمانوں کے ارد گرد گھوما میں نے سب مقامات پر حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی لکھا ہوا پایا اور جب مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں جگہ مرحمت فرمائی تو میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ ایسا نہیں دیکھا جس پر کہ حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک نہ لکھا ہوا ہو اور میں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی موروں کی گردنوں پر، طوبیٰ درخت کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر لکھا ہوا دیکھا اس لئے تو بھی ان کا ذکر زیادہ کیا کر۔ (مواہب ص ۱۸۶ ج ۱)

حکایت نمبر ۷

ایک دن حضرت عبداللہ نے عبدالمطلب سے کہا۔ جب میں بطحا کی طرف جاتا ہوں۔ ایک نور عظیم الشان میری پیٹھ میں سے ظاہر ہو کر دو حصے ہو جاتا ہے اس کے نور کا نصف جانبِ مشرق اور نصف اس نور کا جانب مغرب منتقل ہوتا ہے بعد وہی نور بصورت پارہ ابر کے میرے سر پر سایہ کرتا ہے پھر متوجہ ہوتا ہے ان کی طرف آسمان کے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں۔ زمین سے آواز آتی ہے کہ اے شخص کہ نور محمدی تیری پشت پر جلوہ افروز ہے۔ تجھ پر سلام اور جس درخت خشک کے پاس سے گزرتا ہوں وہ درخت فوراً سر سبز ہو جاتا ہے اور مجھ پر سایہ کرتا ہے جس وقت وہاں سے اٹھتا ہوں پھر

بد ستور سو کھ جاتا ہے۔ عبد المطلب نے کہا۔ اے عبد اللہ بشارت ہو تم کو کہ تیری صلب سے سیّد رسل ہادیٔ سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گا۔

بُت خانه کی آواز: مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب بُت خانے کی طرف سے گزرتے تو آواز آتی تھی کہ اے عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خبر دار ہمارے قریب مت آؤ اس لئے کہ تمہاری پیشانی میں آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ افروز ہے وہی ہماری ہلاکت کا سبب ہو گا۔

حکایت نمبر ۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا۔ جس رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے قریش قبائل سے پوچھا کہ کیا آج تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمیں کوئی علم نہیں ۔اس یہودی نے کہا اس کی تحقیق کرو اس لئے کہ اس رات اس امت کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت نبوت ہے۔ چنانچہ یہاں سے اٹھنے کے بعد انہوں نے اس کی تحقیق شروع کی تو انہیں پتہ چلا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر وہ یہودی حضرت عبد اللہ کے گھر پہنچا تو اسے نو مولود بچہ کی زیارت کرائی گئی جب یہودی نے وہ علامت دیکھی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہا کہ آج نبوّت بنی اسرائیل سے چلی گئی اور اے قریش! یہ تم پر غلبہ پا جائے گا اور اس کی خبر مشرق مغرب تک پہنچ جائے گی۔ (مواہب الدنیہ ص ۲۱ ج ۱)

حکایت نمبر ۹

علماء تفاسیر نے ذکر کیا ہے کہ سبا (جس کا ذکر بائیسویں پارے میں سورہ سبا کے اندر موجود ہے خود مسلمان تھا۔ اس نے اپنے زمانے قدیم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ سبا نے بشارت کا مضمون

حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے انبیاء کی کتابوں سے معلوم کیا تھا۔

(۱) ویملك بعد قحطان نبی تقی سید خیر الانام۔ ترجمہ: ان حکومتوں کے بعد (جن کا ذکر اشعار میں ہو چکا ہے) قحطان میں ایک نبی پیدا ہو گا اور وہ نبی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا متقی اور سب کا سردار اور نسلِ انسانی میں سب سے افضل ہو گا۔

(۲) یسمی احمد یلیت انی عمر بعد مبعثه بعام۔ ترجمہ: اس مقدس پیغمبر کا مبارک نام (حضرت) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گا۔ ہائے کاش! ان کے مبعوث ہونے پر میں زندہ ہوتا۔

(۳) فاعضده واحبوه بنصری بکل مدحج وبکل دام۔ ترجمہ: پس میں ان کی امداد کرتا اور ہر تیر انداز اور ہر تیز رفتار سواری سے ان پر نثار ہوتا۔

(۴) متی یظهر فکونوا ناصریه من یلقاه یبلغه سلامی۔ ترجمہ: اے میری اولاد جب یہ پیغمبروں کا سردار ظاہر ہو تو تم سب ان کی ہر طرح سے امداد کرنا اور جانثاری کرنا اور تم میں سے جو بھی ان کی زیارت سے مشرف ہو تو ان کی خدمت اقدس میں میری طرف سے تسلیمات پیش کرنا۔ (سورۂ سبا ص ۱۵۱)

فائدہ: اس حکایت کو فقیر نے اپنی تصنیف "محبوبِ مدینہ" میں تفصیل و تحقیق سے لکھا ہے یہاں اتنا عرض ہے کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بننا نصیب ہو گیا ان لوگوں کا کیا ہی بخت بیدار تھا کہ شاہی سلطنت کی اتنی قدر و منزلت نہیں جتنا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بننے کی سعادت میں ہے اسی لئے میری عرض ہے کہ ہم بھی وفادار امتی بنیں غداری سے اللہ تعالیٰ بچائے (آمین)

حکایت نمبر ۱۰

قرآن کریم سورت کہف میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہما الصلاۃ والسلام کا واقع تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے اس قصہ کے اندر آتا ہے واما الجدار فکان لغلمین .... الخ اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں وہ خزانہ جس کا آیت شریف کے اندر ذکر ہے وہ ایک سونے کی تختی تھی جس پر چند نصیحت آموز جملے لکھے ہوئے تھے۔ (۱) اس انسان پر تعجب ہے جو تقدیر پر ایمان رکھنے کے بعد کسی مصیبت پر بے حد غمناک ہوتا ہے۔ (۲) اس شخص پر بھی تعجب ہے جو موت پر یقین رکھ کر اللہ کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ (۳) اس آدمی پر بھی تعجب ہے جو دنیا کو ناپائیدار سمجھتا ہے اور اس کو اندھا دھند اکٹھا کرنے کے درپے رہتا ہے۔ (۴) اس انسان پر تعجب ہے جو قیامت کے دن اعمال کے حساب پر یقین رکھتا ہے اور پھر گناہوں میں مبتلا رہتا ہے۔ (۵) شهدت ان لا اله الا الله شهدت ان محمد رسول الله (ﷺ) ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (تفسیر ابن السعود ج ۳ ص ۲۶۲ و تفسیر مظہری ص ۶۰ و تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۲۳۴ و تفسیر بیضاوی و خازن واقعہ خضر و موسیٰ)

نوٹ: ان دو کے نام احرم اور صریم تھے اور ان کے جد امجد کا نام (جس نے یہ خزانہ دیوار کے نیچے دفن کیا تھا) کاشح تھا۔ یہ نہایت متقی اور اعلیٰ درجہ کا دیانت دار تھا لوگوں کی امانتیں دیانتداری کے ساتھ واپس کرنے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ یہ کاشح احرم اور صریم کے سلسلہ اجداد میں ساتویں پشت پر تھا۔
(قصص الانبیاء ص ۱۵۸)

فائدہ: اس حکایت کے متعلق فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمان" پ ۱۶ ملاحظہ ہو اسمیں بہت خوب تفصیل و تحقیق ہے۔

حکایت نمبر ۱۱

ابو نعیم نے حسان بن ثابت سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں سات آٹھ سال کا بچہ تھا اور میں نے اس وقت جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں اس زمانے کی ایک بات یہ ہے کہ ایک شام کو ایک یہودی نے یہودی قبائل کو پکارنا شروع کر دیا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر، کیا ہو گیا تجھ کو۔ اس یہودی نے کہا کہ اس ستارہ کا طلوع ہوا جس کے طلوع ہونے پر احمد نامی پیغمبر مبعوث ہونا تھا۔

شاعر رسول ﷺ: یہ وہی حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بعد کو دربار رسالت کے منفرد شاعر بنے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ایک شعر عشاق کے لئے حاضر ہے۔

ما ان مد حت محمد بمقالتی ۞ ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: میں نے اپنے مقالے کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی مدح اور تعریف نہیں کی ہے بلکہ حضرت محمد ﷺ کے نام پاک سے میں نے اپنے مقالے کی توصیف کی ہے اور اس کی عظمت بڑھائی ہے۔

حکایت نمبر ۱۲

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے دا داعبد المطلب نے بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ حرم مکہ میں بیت اللہ شریف کے قریب سویا ہوا تھا کہ مجھے کسی نے آواز دے کر کہا کہ طیبا کھودو۔ میں نے کہا طیبا کیا ہے کہنے والے نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری رات مجھے خواب میں کہا گیا درۃ کی کھدائی کرو۔ میں نے کہا درۃ کیا اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری رات مجھے کہا گیا معونہ کی کھدائی کرو چوتھی رات مجھے کہا گیا کہ زمزم کی کھدائی کرو میں نے کہا زمزم کس جگہ پر ہے؟ کیوں کہ زمزم کا پانی خشک ہونے کے بعد کنواں بھی مٹی

سے ایسا بھر پور ہو چکا تھا کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کنواں کس جگہ تھا جواب میں
مجھے کہا گیا تھا کہ زمزم کے کنویں کا نشان یہ ہے وہاں چیونٹیوں نے اپنا گھر بنا رکھا
ہے اور آپ دیکھیں گے۔ کہ وہاں کوا چونچ سے زمین کھود رہا ہے۔ عبد المطلب نے
کہا میں خواب سے بیدار ہوا اور کدال وغیرہ لے کر کنواں کھودنے کے لئے بیت
اللہ شریف کے قریب پہنچا دور سے دیکھا کہ کوا زمین کھود رہا ہے اس جگہ پر پہنچا تو
چیونٹیوں کا گھر بھی نظر آیا میں نے کنواں کھودنا ابھی شروع کیا تو خویش اقارب
اکھٹے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ حضرت اسمٰعیل کی متروکہ جائداد ہے اس لئے ہم
بھی اس وراثت میں شریک ہیں اس کنویں میں قوم بنو جرہم نے جنگ کا سامان
اس لئے دفن کیا تھا کہ انہیں نہایت ہی یقینی طور پر مختلف ذرائع سے علم ہو چکا تھا
کہ قوم قریش اور شہر مکہ میں اللہ کے آخری نبی کی ولادت ہو گی۔ عبد المطلب
نے کہا کہ میں اس کنویں میں آپ کو شریک نہیں کروں گا۔
اس انکار پر ہنگامہ بن گیا۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے جس کے نام
پر قرعہ نکل آئے وہی مالک اور متولی کنواں تسلیم کر لیا جائے۔ قرعہ اندازی میں
عبد المطلب کے نام قرعہ نکلا۔ تب انہوں نے زمزم کی کامیاب کھدائی فرمائی۔
کنویں سے تلواریں، سونے کے دو ہرن اور بہت کچھ مفید سامان بر آمد ہوا۔
فائدہ: آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے قریش مکہ کی آنحضرت
ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر سے صحیح طور پر باخبر تھے۔
(قصص الانبیاء ص ۵۹ باب چہارم قصہ زمزم)

حکایت نمبر ۱۳

حضرت عاصم بن عمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے
اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہماری اور
یہود کی سخت مخالفت رہتی تھی ہمیں یہود ڈراتے تھے کہ عنقریب ہم میں سے
ایک نبی مبعوث ہو گا ہم ان کے ساتھ ہو کر ہم تمہارا مقابلہ کر کے تمہارے دانت

کھٹے کر دیں گے اس لئے کہ تائید ایزدی بواسطہ نبی آخر الزمان ﷺ ہمارا ساتھ دیگی جب ہمارے نبی ﷺ کی دعوتِ اسلام ہمارے کانوں میں گونجی تو ہمارا سارا خاندان مشرف باسلام ہوئے مگر وہ یہودی جو ہمیں نبی آخر الزمان ﷺ کی بشارتیں سناتے منکر ہو گئے جب انہیں باتیں یاد دلائی گئیں تو جواب دیتے کہ چونکہ یہ نبی ہماری قوم سے نہیں اس لئے یہ وہی نبی آخر الزمان نہیں (معاذاللہ)

فائدہ: دیکھا جب بھی محرومی سر ہوتی ہے تو ایسے عذر ہزار، اب بھی وہی ہو رہا ہے بہت سے ان پڑھ۔ جاہل حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات سُن کر نام نبی ﷺ پہ قربان ہونے کو تیار رہتے ہیں لیکن بہت بڑے مولویوں کو کمالات کے انکار میں شرک وہ بدعت آڑے آتے رہتے ہیں (آزما کر دیکھ لیجئے)

حکایت نمبر ۱۴

طلحہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کے بازار میں میں کچھ سامان خرید و فروخت کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک راہب آیا اور میرے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔

راہب: کیا یہاں کوئی مکہ معظّمہ کا رہنے والا ہے۔

طلحہ: ہاں میں وہیں کا رہنے والا اور وہیں سے آ رہا ہوں کیوں تمہیں کیا کام ہے۔

راہب: کیا مکہ میں احمد ظاہر ہو گئے؟

طلحہ: تمہاری مراد کس احمد سے ہے؟

راہب: احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف سے۔ وہ اسی مہینے میں نبی بنائے جانے والے ہیں اس پر خدائے بزرگ و برتر کی بڑی بڑی مہربانیاں ہوں گی وہ خاتم النبیین کے لقب سے ملقب کئے جائیں گے ان کا ظہور حرم پاک سے ہوگا اور اپنی قوم کے ظلم و ستم کی وجہ سے وہ جس زمین میں ہجرت فرمائیں گے اس زمین کے پتھر سفید، مٹی شور ہو گی اور وہاں کھجوروں کے درخت پائے جائیں گے۔

طلحہ فرماتے ہیں کہ راہب کی باتیں کچھ ایسی مؤثر تھیں کہ میں جلدی جلدی خرید و فروخت کا سامان ختم کر کے مکہ معظمہ آیا اور یہاں پہنچ کر معلوم کیا کہ میری عدم موجودگی میں کوئی خاص بات پیدا تو نہیں ہوئی لوگوں نے کہا کہ ایک بات نئی ہوئی ہے۔

ہمارے آگے کے بچے محمد (ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابوبکر صدیق اس پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔ بھلا دیکھو محمد (ﷺ) کو کیا سوجھی؟

میں نے ان کی باتوں کا کوئی جواب تو نہ دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے پاس پہنچا اور راہب کا سارا قصہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے آنحضور ﷺ کی صداقت میں ایک مدلل، محقق اور لاجواب کر دینے والی مختصر تقریر کی جس کے بعد میں خود مشرف باسلام ہو گیا۔

حکایت نمبر ۱۵

ابن عساکر اور دیگر محدثین نے نقل کیا کہ ایک روز آنحضرت ﷺ کی مجلس میں کاہنوں کا اور کہانت کا کچھ ذکر ہو رہا تھا۔ لوگ نقل کرتے ہیں کہ یہ کارنامہ نبوت کے ظہور اور وحی کے نزول ہوتے ہی موقوف ہو گیا۔ حاضرین میں سے حضرت مرداس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو اس معاملہ میں عجیب اتفاق ہوا تھا جو قابل سننے کے ہے۔ آپ نے فرمایا بیان کرو۔ مرداس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی (نوکرانی) تھی اس کا نام خاصہ تھا بہت نیک بخت اور صالحہ تھی۔ کبھی برائی کا وہم اس کی طرف نہ ہوا تھا۔ ایک روز میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم مجھ کو کیا جانتے ہو۔ ہم نے کہا کہ تجھ کو بڑی نیک بخت اور صالحہ جانتے ہیں۔ کبھی برائی کا وہم بھی تیری طرف ہمیں نہیں ہوا۔ پھر اس نے کہا مجھ پر ایک عجیب احوال گزرا ہے کہ میں ایک روز اکیلی اپنے گھر میں بیٹھی تھی ایک چیز سیاہ میرے اوپر چڑھی اور جس طرح مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اسی طرح

اس نے میرے ساتھ کیا اور پھر کچھ معلوم نہ ہوا۔ مجھے خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ
مجھے حمل رہ گیا ہو اور تم لوگ مجھ پر زنا کی تہمت کرو۔ ہم نے اسے کہا کہ ہم کو
تیری طرف سے ایسی چیز کا وہم بھی نہیں۔ تو جا اطمینان سے رہ۔ چند دنوں کے
بعد معلوم ہوا کہ اس کو حمل ہے۔ پھر موافق معمول کے لڑکا جنا۔ لیکن اس لڑکے
کے دونوں کان کتے کے سے تھے اور اس کا رنگ بھی آدمیوں کا سا نہ تھا۔ وہ لڑکا
ہمارے لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ یکایک ایک روز ننگا ہو کے چلانے لگا اور
کہنے لگا کہ افسوس اور خرابی ہے کہ دشمن کے سوار تمہیں لوٹنے کے لئے اس
پہاڑ کی اس طرف آن پہنچے اور تم غافل بیٹھے ہو۔ ہم سب اس کے کہنے سے مسلح ہو
کر اس پہاڑ پر گئے دیکھا تو واقعی دشمن کے سوار ہیں۔ آخر ان سے لڑائی کر کے
ان کو ہٹا دیا۔ اس وقت سے اس لڑکے کے کہنے کا اعتبار ہو گیا جو وہ کہتا تھا ویسا ہی
ہوتا تھا کبھی اس کی بات جھوٹی نہ ہوتی تھی۔ پھر جب سے آپ نبی ہوئے۔ اور وحی
آنا شروع ہوئی تب سے اس کی باتیں جھوٹی ہونے لگیں۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ
تجھ کو اب کیا ہوا جو جھوٹ بولنے لگ گیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھ کو کچھ علم نہیں جو
شخص مجھ کو خبر پہنچاتا تھا اب جھوٹی خبریں پہنچاتا ہے۔ میں اپنی طرف سے اس
میں کچھ نہیں ملاتا۔ اب اس کی تدبیر یہ ہے کہ تم مجھ کو تین دن ایک اندھیری
کوٹھڑی میں بند کر دو کیونکہ جب میں تنہا ہوں گا تو وہ جن جو مجھ کو خبریں دیتا ہے
میری رگ و پوست میں گھس جائے گا پھر تم اس سے پوچھنا تو تم کو کچھ معلوم ہو گا
سو ہم نے ویسا ہی کیا۔ تین دن بعد جب حجرے کو کھولا تو ہم نے دیکھا کہ اس
لڑکے کا بدن ایسے ہو گیا جیسے آگ کا انگارا۔ ہم نے سمجھا کہ یہ رنگت آگ کی اسی
جن کی ہے جو اس کے اندر آ گیا ہے۔ آخر ہم نے اس سے کہا کہ اے عزیز! اب
تک تمھاری خبریں سب سچی ہوتی تھیں چند دنوں سے کیوں جھوٹی ہونے لگیں۔
اس نے کہا کہ "اے دوس کے قبیلے کے لوگوں ہمیں آسمانوں پر جانے سے روکا
گیا ہے کیونکہ ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو بہتر ہیں سب نبیوں میں" میں نے پوچھا

کہاں؟ اس نے کہا سحر میں اور اس کے بعد یہ کہا کہ اب میں مرتا ہوں مجھ کو پہاڑ کی چوٹی میں دفن کرنا۔ میرے دفن کے بعد آگ کی طرح شعلے نکلیں گے جب تم یہ حال دیکھو تو تین پتھر مجھ پر مارنا۔ یعنی اسی آگ پر اور ہر پتھر پر یہ کلمہ پڑھنا۔ باسمك اللهم یعنی اے اللہ! تیرے نام کی برکت سے۔ اس وقت وہ شعلے بجھ جائیں گے تو ہم نے ایسا ہی کیا۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۱۵)

حکایت نمبر ۱۶

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا وقت قریب آگیا۔ تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کعبہ میں تھے اور میں گھر میں اکیلی تھی مجھ کو دردِ زہ ہو رہا تھا کہ میں نے ایک ہولناک آواز سُنی جس سے میں ڈر گئی اور مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اُس وقت ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا۔ اُس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا۔ جس کے پھیرتے ہی میرا سب درد اور خوف وغیرہ جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس ایک سفید چیز کا بھرا ہوا پیالہ دیکھا جس کو میں نے دودھ گمان کیا۔ اُس وقت مجھے پیاس بھی تھی۔ میں نے اُس کو پی لیا۔ پھر ایک نُور سا ظاہر ہوا۔ تو میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد و قامت اور حُسن و جمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل یعنی بہت حسین و جمیل تھیں انھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر انھوں نے کہا کہ ہم آسیہ (فرعون کی بی بی) اور مریم (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں۔ اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ پھر میں نے مردوں (یہ ملائکہ تھے جو مردوں کی شکل میں متشکل تھے) کو دیکھا کہ ہوا میں (بسلسلہ ولادت) تعظیماً کھڑے ہیں اور اُن کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقیں ہیں۔ پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنھوں نے آکر میرے حجرہ کو ڈھانپ لیا۔ اُن کی

چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیئے تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبہ شریف پر قائم تھا۔ (زرقانی ص ۱۱۲ ج ۱)

حکایت نمبر ۱۷

مندرجہ دلچسپ مضمون ایک صاحب نور کی پیدائش کے عنوان سے تذکرہ کراچی میں شائع کرایا اسی کے طرز پر فقیر اویسی غفرلہٗ اپنے موضوع کے مطابق نقل کرتا ہے۔

برکہ : میری مالکہ آج میں آپ کو ہرگز کوئی کام نہ کرنے دوں گی۔

آمنہ : نہیں برکہ! میں بالکل اچھی ہوں میں بھی کام کاج میں تھوڑا بہت تمہارا ہاتھ بٹالوں۔

برکہ : نہیں، نہیں میرا ہاتھ بٹانے کی ضرورت نہیں۔ یہ آپ کے نویں مہینے کے آخری دن ہیں آرام کرنا آپ کیلئے بہت ضروری ہے۔

آمنہ : لیکن مجھے کوئی گرانی یا تکلیف نہیں۔ بلکہ اور دنوں کے مقابلہ میں آج میں کچھ زیادہ فرحت محسوس کر رہی ہوں۔

برکہ : میری مالکہ! آپ کی تو حالت ہی عجیب ہے۔ کیا آپ ہمیشہ کسی غیبی منادی کی آواز نہیں سنتیں؟

آمنہ : برکہ! میں تو ہر رات سنتی ہوں۔

برکہ : گذشتہ رات آپ نے اسے کیا کہتے سنا؟

آمنہ : یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اے آمنہ بنت وہب! اس اُمت کا سردار تیرے پیٹ میں ہے۔ جوں ہی وہ پیدا ہو یہ کہ کہنا کہ میں ہر حسد کرنے والے کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں"۔

برکہ : آپ اجازت دیں تو میں نوفل کی بیٹی قتیلہ کو بلا لاؤں۔ اپنے بھائی ورقہ ابن نوفل کے علم کا کچھ حصہ قتیلہ کو بھی ملا ہے۔ شاید وہ بتاسکے کہ یہ کیا راز ہے ؟

آمنہ : نہیں مجھے اس کے یا اس کے بھائی کے علم کی کوئی ضرورت نہیں۔

برکہ : میری مالکہ ! جب بھی قتیلہ سے ملاقات ہوتی ہے وہ ہمیشہ مجھے آپ کے اور آپ کے حمل کے بارے میں بڑے انہماک و توجہ سے سوالات کرتی ہے۔ اگر میں اسے یہاں بلا لاؤں تو کیا نقصان ہے ؟

آمنہ : برکہ ! کیا تجھے نہیں معلوم کہ قتیلہ بھی عبداللہ کی بیوی ہے اور وہ میرے اس حمل سے جلتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ حمل اس کا حق تھا جسے میں نے چھین لیا ہے۔

برکہ : لیکن اب تو وہ آپ سے بجائے حسد کے محبت کرتی ہے۔ جب بھی آپ کے بارے میں مجھ سے کچھ پوچھتی ہے تو اس کے سوالات سے محبت و خلوص ظاہر ہوتا ہے۔

آمنہ : (ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے) اب اس کی حالت کچھ بھی ہو۔ بہر حال عبداللہ کی وفات کے ساتھ ہی ہمارا تعلق اس سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

برکہ : ہائے میرا آقا عبداللہ۔ افسوس ہمیشہ بکریاں چراتا رہا اور قبل اسکے کہ کسی خوشی کا منہ دیکھے جوانی میں اللہ کو پیارا ہوا۔

آمنہ : کاش وہ اتنے دن اور زندہ رہتے کہ اپنے اس بچے کو ایک دن ہی دیکھ لیتے۔ آہ برکہ ! اگر مجھے یہ آواز سنائی نہ دیتی جو ہمیشہ خوشخبری دیتے ہوئے میری غمخواری کرتی رہتی ہے، اور اگر مجھے اس بات کی حرص نہ ہوتی کہ میرے پیٹ سے عبداللہ کی کوئی نشانی اس دنیا میں باقی رہ جائے تو عبداللہ کی موت کا غم مجھے ہر گز جانبر نہ ہونے دیتا۔

برکہ : بیشک مالکہ آپ کی یہ مصیبت تمام مصائب سے سوا ہے۔

آمنه : لیکن میرے اس ضبط و صبر کو دیکھ کر قریش کی عورتیں مجھے ملامت کرتی ہیں اور اسے میری بے وفائی پر محمول کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ عبداللہ جیسا خوبصورت شخص بنی ہاشم میں سے آج تک مکہ کی سرزمین میں پیدا نہیں ہوا۔ اور اگر ہم میں سے کوئی عورت اس طرح اس کے غم میں گرفتار ہوئی ہوتی تو اسکی وفات کے بعد ایک روز بھی زندہ نہ رہتی۔ خدا سمجھے ان عورتوں کو انہیں میرے قلب کی کیفیت کا کیا علم؟ انہیں ان غیبی آوازوں کی کیا خبر جو مجھے ہر رات بشارت دیتی رہتی ہیں، اور اگر میں ان سے ان باتوں میں سے کسی ایک کا بھی اظہار کر دوں تو یقیناً وہ اسے جنون یا افترا سے متہم کریں۔

برکہ : (غیر متوقع طور سے) مالکہ مالکہ! وہ قتیلہ آ رہی ہے۔

آمنه : قتیلہ!

برکہ : ہاں۔

آمنه : برکہ اسے خوش آمدید کہو اور عزت کے ساتھ اس کا استقبال کرو۔

قتیله : (اندر آکر) صبح بخیر اے آمنہ۔

آمنه : خوش آمدید! قتیلہ۔ خدا تمہیں سلامت رکھے، میرے متعلق تمہارے تفتیشِ حال کی خبر برکہ ہمیشہ مجھ تک پہنچاتی رہی ہے۔

قتیله : بنت وہب! اللہ تمہاری حفاظت فرمائے۔ آج اس کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ خود آکر تمہاری تمہارے مبارک و مسعود بچے کی خیریت معلوم کروں۔

آمنه : وہ ابھی پیدا ہی کب ہوا ہے۔

قتیله : آمنہ وہ آج ہی پیدا ہو گا میرے بھائی ورقہ بن نوفل نے گذشتہ رات ایک سرخ ستارہ دیکھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس نبی کے تولد کی علامت ہے جس کا ساری انسانیت کو انتظار ہے اور انہی نے مجھے وقوف حال کے لئے بھیجا ہے۔

آمنه : کیا ورقہ ہی نے تم سے یہ باتیں کہی ہیں۔

قتیلہ : ہاں۔ اور میرا تو خیال تھا کہ وہ بچہ پیدا بھی ہو چکا ہو گا۔

برکہ : لیکن میری مالکہ کو آج تو کوئی تکلیف نہیں۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ دردِزہ کب شروع ہو گا۔

قتیلہ : اگر یہ وہی بچہ ہے تو ناممکن ہے کہ آج دردِزہ نہ ہو ورنہ وہ بچہ پھر کسی اور گھر کا ہو گا۔

برکہ : کسی اور گھر تو وہ بچہ ہرگز نہیں ہو سکتا میری مالکہ ہر رات بشارت آگیں غیبی آوازیں سنتی ہیں۔

آمنہ : برکہ! چھوڑو اس تذکرہ کو۔

قتیلہ : غیبی آوازیں! آمنہ! مجھ سے یہ باتیں کیوں چھپاتی ہو؟ بہن! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اس شرف کو مجھ سے چھین لینے کی وجہ سے میں اب تک تم سے جلتی ہوں۔ ربِ کعبہ کی قسم ایسی بات ہرگز نہیں۔ اللہ نے تمہیں اس سعادت کے لئے منتخب فرمایا اور جو ہونا تھا ہو چکا حقیقت یہ ہے کہ میرے مقابلہ میں تم اس سعادت کی زیادہ مستحق تھیں، اس لئے کہ تم عبداللہ کی بیوی تھیں اور وہ تمہارے شوہر میں تو ایک اجنبی عورت تھی اور میں نے تو انہیں محض اس لئے اپنے جسم کی دعوت دی تھی کہ بجائے تمہارے میں ان سے اس نعمت کو حاصل کر سکوں۔ اچھا آمنہ یہ بتاؤ کہ یہ غیبی بشارت دینے والے تم سے کیا کہتے ہیں؟

آمنہ : قتیلہ، صرف ایک غیبی منادی ہے جس نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں کچھ تو مجھے یاد ہیں اور کچھ بھول گئی۔

برکہ : مالکہ! گذشتہ رات آپ نے جو سُنا ہے وہ بتا دیجئے۔

قتیلہ : ہاں گذشتہ رات اس نے تم سے کیا کہا تھا؟

آمنہ : یہ کہا تھا کہ "اے آمنہ بنت وہب اس اُمت کا سردار تیرے پیٹ میں ہے جونہی وہ پیدا ہو یہ کہنا کہ میں ہر حسد کرنے والے کے فتنے سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں"۔

قتیلہ : مبارک ہو آمنہ۔ یقیناً یہ وہی بچہ ہے، وہی نبی منتظر ہے مجھے یقین تھا کہ میری آنکھیں مجھے دھوکہ نہیں دے سکتیں میں نے عبداللہ کی پیشانی میں روشن ستارے جیسا ایک نور دیکھا تھا۔ ایک رات جب وہ تمہارے پاس سے لوٹ کر میرے پاس آئے تو میں نے وہ نور نہ پایا اس لئے کہ وہ تمہارے پیٹ میں منتقل ہو چکا تھا۔ تمہارے پیٹ میں یہ وہی بچہ ہے اور وہ لامحالہ آج پیدا ہو کر رہے گا۔

آمنہ : (آہستہ سے کراہتے ہوئے) آہ!

برکہ : مالکہ! کیابات ہے۔ کیا کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

آمنہ : کچھ نہیں برکہ! خفیف سا درد ریڑھ کی ہڈی میں رینگتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

قتیلہ : برکہ! جاؤ کسی دایہ کو بُلا لاؤ مجھے اچھی طرح دایہ کا کام نہیں آتا۔ کاش یہ کام مجھے اچھی طرح آتا۔

برکہ : بہن یہ کام میں بھی نہیں جانتی۔

قتیلہ : فوراً جاؤ اور "شفاء" نامی دایہ کو بُلا لاؤ۔ مکہ میں اس سے بہتر کوئی دایہ نہیں۔ کیا تمہیں اس کا گھر معلوم ہے؟

برکہ : ہاں میں اس کا گھر جانتی ہوں میرے لوٹنے تک تم مالکہ کے پاس رہنا۔

قتیلہ : میں تو یہاں سے اس وقت تک نہ ٹلوں گی جب تک اس مبارک بچے کو نہ دیکھ لوں۔

(برکہ چلی جاتی ہے)

آمنہ : قتیلہ!

قتیلہ : کیا ہے آمنہ؟

آمنہ : اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے مجھے موہ لیا۔ مجھے بڑی خوشی ہے۔

قتیلہ : بنت وہب! اللہ تمہیں برکت دے اگر میں اس بچے کی ماں نہ ہو سکی تو کم از کم میں ہی وہ پہلی عورت ہوں گی جس کی نظر سب سے پہلے اس بچے پر پڑے گی

(کعبہ کے قریب ایک پتھریلی زمین پر عبدالمطلب تنہا بیٹھے ہوئے ہیں مغیرہ مخزومی اوروائل سہمی آتے ہیں)

مغیرہ : دیکھو عبدالمطلب تنہا بیٹھے ہیں۔ وائل آؤ ان کے پاس چل کر بیٹھیں۔

وائل : ان کے پاس چل کر کیا کریں گے وہ تو اپنے عبداللہ کے غم میں ایسے کھوئے ہوئے ہیں گویا اس سے قبل کسی کے بیٹے کا انتقال ہی نہیں ہوا۔

مغیرہ : واقعی تم نے سچ کہا۔ انہیں چھوڑو چلو کچھ اپنی باتیں کریں۔ ارے دیکھو عبدالمطلب کے بیٹے ابو طالب آرہے ہیں۔

وائل چھوڑو۔ اپنے باپ کی غمخواری کے لئے آرہے ہیں (دور چلے جاتے ہیں)

ابو طالب : والدبزرگوار! صبح بخیر، آپ یہاں تنہا بیٹھے ہیں؟

عبدالمطلب : ہاں بیٹا۔

ابو طالب : آپ کی آنکھوں سے تو آنسو بھی بہہ رہے ہیں؟

عبدالمطلب : قریش میں سے کسی نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو نہیں؟

ابو طالب : نہیں تو وہ تو آپ سے علیحدہ بیٹھے ہیں اور دیکھ بھی لیں تو کیا۔ انہیں آپ سے کیا مطلب؟

عبدالمطلب : نہیں بیٹے میں نہیں چاہتا کہ وہ عبداللہ کے لئے میری اس گریہ وزاری کو دیکھیں۔ اس لئے کہ وہ مجھے ملامت کرتے ہیں۔ اے عبدالعزیٰ یہ لوگ بڑے سنگدل ہیں۔

ابو طالب : حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی بہت ملامت کے آپ مستحق بھی ہیں۔

عبدالمطلب : افسوس اے عبدالعزیٰ میں تمہیں تو ان کی طرح سنگدل نہ سمجھتا تھا۔

ابو طالب : میں تو سنگدل نہیں ہوں۔ لیکن عبداللہ میرا بھی بھائی تھا وہ جاچکا اور اب کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اس کی وفات کو قریب قریب ایک سال گذر چکا۔ اب آپ کب تک اس پر گریہ وزاری کرتے رہیں گے؟

عبدالمطلب : میرے بیٹے ! میرے دل میں روزانہ اس کا غم تازہ ہوتا رہتا ہے۔

ابو طالب : عبداللہ مر گیا تو کیا ہوا۔ آپ کے اور بیٹے تو زندہ ہیں اور سب آپ کے معاون و مددگار ہیں۔ عبداللہ آپ کے لئے کوئی ایسا کام نہ کر سکتا تھا جسے ہم نہ کر سکتے ہوں۔

عبدالمطلب : آہ عبدالعزیٰ! خدا کی قسم عبداللہ کا غم مجھے اس وجہ سے نہیں جو تم سمجھے ہو۔ ورنہ یقیناً تم لوگ اس کا عوض ثابت ہوتے۔ عبداللہ نہ تم سے زیادہ قوی تھا اور نہ مستعد و بہادر لیکن اس روزمرہ کی زندگی سے بالاتر عبداللہ میں ایک عجیب شان تھی۔

ابو طالب : آپ کا کیا مطلب ہے ؟

عبدالمطلب : میں تمہارے سامنے وہ باتیں کیا دہراؤں جنہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ اور تم اس قابل ہو کہ خود بھی ان باتوں کو سمجھ سکتے ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح سو اونٹ عبداللہ کے فدیے میں دیئے گئے۔

ابو طالب : ہاں دیکھا ہے۔

عبدالمطلب : کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آمنہ بنت وہب سے اس نے کس طرح شادی کی اور چند روز بھی اس کے ساتھ نہ گذار سکا۔

ابو طالب : معلوم ہے۔

عبدالمطلب : اور کیا تمہیں اس سفر کا حال نہیں معلوم جس سے وہ لوٹ کر نہ آسکا؟

ابو طالب : معلوم ہے۔

عبدالمطلب : تو پھر کوئی خاص مصلحت ہی تھی کہ عبداللہ کی زندگی کے لئے فدیہ دیا گیا۔ پھر اس میں بھی کوئی خاص بات تھی کہ شادی کے بعد اس نے سفر کیا اور اس میں ختم ہو گیا۔ اسے بھی چھوڑو، دو مہینے کی بات ہے کیا تم نے نہیں

دیکھا کہ اللہ نے ابابیل کے ذریعہ اصحاب فیل کو کس طرح تباہ و برباد کیا؟

ابو طالب : والد بزرگوار آپ نے سچ فرمایا۔ یقیناً ان تمام امور میں ایک گونہ خصوصیت تھی اور یقیناً وہ اس قابل ہے کہ آپ ہر فوت ہونے والے سے بڑھ کر اس کا غم کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آمنہ کے کوئی لڑکا پیدا ہو جس سے آپ محبت فرمائیں اور جو اپنے باپ سے بھی برتر ثابت ہو۔

عبدالمطلب : ہاں ہاں خدا کی قسم اگر آمنہ کے لڑکا ہوا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گا۔ محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب۔

ابو طالب: دیکھئے وہ آمنہ کی لونڈی برکہ آ رہی ہے۔

عبدالمطلب : برکہ آؤ کیا خبر لائیں؟

برکہ : میرے آقا خوش ہو جائیے، میری مالکہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔

عبدالمطلب : (بے انتہا خوش ہو کر) اے اللہ تو تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اے اللہ تو تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔

(آمنہ کے گھر میں)

ام عاص: شفاء! مجھے بھی بچہ دکھاؤ۔

شفاء : ام عاص! ابھی تو آپ نے دیکھا ہے۔ بس اب دیکھ چکیں۔

ام عاص : میں چاہتی ہوں جی بھر کر اس بچے کو دیکھوں کیسا خوبصورت بچہ ہے۔ میں نے آج تک ایسا خوبصورت بچہ نہیں دیکھا۔

قتیلہ : (بڑبڑاتے ہوئے) یہ وہی ہے۔ یہ وہی ہے۔

ام عاص : تعجب ہے بکری کے بچے کی طرح بالکل پاک و صاف پیدا ہوا ہے۔ بدن پر کوئی گندگی نہیں۔

قتیلہ : یہ وہی ہے۔ یہ وہی ہے۔

شفاء : ام عاص! تھوڑی دیر کے لئے تو اسے چھوڑو۔

ام عاص: ارے دیکھو اس کے تو سُرمہ لگا ہوا ہے اور دیکھو یہ تو ختنہ شدہ بھی ہے۔

قتیلہ : یہ وہی ہے۔ یہ وہی ہے۔

ام عاص: تعجب ہے وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا ہے۔

قتیلہ : یہ وہی ہے۔

ام عاص:قتیلہ !آخر کون ہے یہ ؟

قتیلہ : یہ وہی ہے وہ نبی جس کا انتظار تھا۔

دو عورتیں : نبی منتظر ؟

قتیلہ :ہاں۔ کیا تم نے وہ نور نہیں دیکھا جو اس کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔

شفاء :ہاں۔ میری تو آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

ام عاص : میں نے بھی تھوڑی دیر کے لئے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تھی مجھے تو مشرق و مغرب روشن نظر آیا تھا۔

شفاء: آمنہ تم کیوں خاموش ہو ؟ کیا تم نے قتیلہ کی بات نہیں سنی۔

آمنہ :ہاں، ہاں سن لی۔

شفاء : تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ کیا کوئی درد ہے ؟

آمنہ : نہیں تو کوئی درد نہیں۔ بر کہ کہاں ہے ؟

شفاء : بچے کے باپ کو خوشخبری دینے گئی ہے۔

آمنہ : (قدر غمناک ہو کر) بچے کے باپ کو ؟

شفاء : ہاں اس کے بابا عبد المطلب کو۔

آمنہ :سچ ہے عبد المطلب ہی اس کے باپ ہیں اور کتنے شریف باپ ہیں۔

ام عاص:لو وہ آگئی۔

عبدا لمطلب :(اندر آتے ہیں) آمنہ ! کیسی ہو ؟

آمنہ :خیریت ہوں چچا جان !

عبدالمطلب :(خوشی میں) میرا بیٹا ! یہ میرا بیٹا ہے "محمد" آج میں کتنا خوش ہوں۔

آمنہ : لیکن مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ اس کا نام "احمد" رکھوں۔

عبدالمطلب : کیا تمہیں ہاتف (غیبی منادی) نے یہ حکم دیا ہے ؟

آمنہ : ہاں۔

عبد المطلب : تو یہ احمد بھی ہے اور محمد بھی۔ احمد اللہ کے نزدیک اور محمد لوگوں میں۔ شفاء! کیا میں اسے لے جا سکتا ہوں ؟

شفاء : ہاں ہاں اے ابو الحارث! لیکن ذرا نرمی و آہستگی سے۔

عبدالمطلب : (بچے کو اٹھا لیتے ہیں) آمنہ! یہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ دیکھو مجھ سے چمٹا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم میں اسے اسی وقت کعبہ میں لئے جاتا ہوں اور اللہ سے دعا کروں گا کہ اسے مبارک و مسعود بنائے۔

شفاء : ذرا سنبھال کر عبد المطلب!

عبد المطلب : ہاں ہاں شفاء! میرا بیٹا ہے۔ میرا محبوب ہے۔ بڑی شان والا ہے۔ آمنہ تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی لوٹ کر آتا ہوں۔ (باہر چلے جاتے ہیں)

قتیلہ : تعجب ہے کہ عبد المطلب کو بھی اس کا حال معلوم ہے۔ میں ابھی اپنے بھائی ورقہ سے جا کر کہتی ہوں۔ وہ یہ خبر سن کر بہت خوش ہوں گے۔

(کعبہ کے پاس ایک حجرہ میں)

ورقہ : ابو الحارث! اے عبد المطلب! ٹھیرو تو!

عبدالمطلب : کون ہے ؟ (مڑ کر دیکھتے ہیں) ورقہ بن نوفل!............... آؤ آؤ ورقہ مجھے مبارکباد دو۔

ورقہ : (قریب آکر) کیا صرف تمہیں مبارکباد دوں ؟ میں تو ساری دنیا کو مبارکباد دیتا ہوں۔

عبدالمطلب : کس بات کی ؟

ورقہ : اسی بچے کی جسے تم گود میں لئے ہو۔

عبدالمطلب : ورقہ! یہ میرا بیٹا ہے۔ عبد اللہ کا بیٹا ہے۔ آمنہ بنت وہب کا بیٹا ہے

ورقہ : ہاں ہاں۔ ابو الحارث مجھے بھی تو دکھاؤ۔ میں بھی تو دیکھوں۔

عبدالمطلب :۔ دیکھو۔ کتنا خوبصورت ہے۔ کیسا حسین ہے۔ اور کتنا باوقار ہے۔

ورقہ : ہاں یہ وہی ہے۔ خدا کی قسم تمہارا یہ بیٹا ایک خاص شان کا مالک ہے۔ ابو الحارث! تم اسے کہاں لئے جا رہے ہو؟

عبدالمطلب : کعبہ کے اندر۔ عبدالعزیٰ ذرا بڑھ کر کعبہ کا دروازہ کھول دو۔

ابو طالب : بہت اچھا جو حکم (کعبہ کے دروازہ کی طرف جاتے ہیں)۔

ورقہ : ابو الحارث! ایسا ہرگز نہ کرو۔

عبدالمطلب : کیا تم کعبہ کو میرے بچے سے دور رکھنا چاہتے ہو۔

ورقہ : نہیں عبدالمطلب بلکہ میں تمہارے بچے کو ان بتوں سے دور رکھنا چاہتا ہوں جو کعبہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

عبدالمطلب : اے بد دین (گمراہ) اپنے آبائی دین کو تم اپنے پاس ہی رکھو۔ خدا کی قسم میں اسے لے کر ضرور کعبہ کے اندر جاؤں گا اور وہاں اللہ سے اس کے لئے دعا کروں گا۔

ورقہ : ابو الحارث! یہیں کعبہ سے باہر اس کے لئے اللہ سے دعا کر لو۔

عبدالمطلب : خدا کی قسم میں تو کعبہ کے اندر جا کر ہی اس کے لئے دعا کروں گا۔ اے عبدالعزیٰ تجھے کیا ہو گیا؟ کیا تو بھی مرتد ہو گیا؟

ابو طالب : (کعبہ میں داخل ہو کر) والد محترم ایک بڑی ہولناک بات ہے۔

عبدالمطلب : کیا ہوا؟

ابو طالب : یہ معبود (بت) اے ابا جان! یہ معبود۔

عبدالمطلب : کیا ہوا انہیں؟

ابو طالب : سب زمین پر اوندھے پڑے ہوئے ہیں!

عبدالمطلب : ہبل بھی؟

ابو طالب: جی ہاں ہبل بھی۔

عبدالمطلب: ہیں! ایسی تعجب خیز بات تو میں نے کبھی نہیں سنی۔

ورقه: عبدالمطلب! تعجب نہ کرو اس لئے کہ جس بچے کو تم گود میں لئے ہو وہ ان سب کا دشمن ہے۔

عبدالمطلب: نوفل کے بیٹے! اپنی خرافات رہنے دو۔ (ابو طالب سے) بیٹے! ہمارے اندر جانے سے پہلے ان سب کو یا کم از کم ہبل کو ٹھیک کر دو۔

ابو طالب: بہت اچھا ابھی کئے دیتا ہوں۔

ورقه: اے ہاشم کے بیٹے! میری نصیحت مان جاؤ۔ کسی طرح یہ مناسب نہیں کہ اس بچے کو تم بتوں کے پاس لے جاؤ۔

عبدالمطلب: ورقہ! مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ تم نے مجھ کو پاگل بنا دیا ہے۔

ابو طالب: (کعبہ کے دروازے پر آکر) میں نے ہبل کو سیدھا کر دیا ہے۔

عبدالمطلب: اچھا کیا (دروازے کے قریب ہوتے ہیں) اے اللہ تیرے نام سے (کعبہ کے اندر پہنچ جاتے ہیں۔ بچہ ایک دم چیخنے لگتا ہے)

ابو طالب: (دروازے پر) والد محترم۔ وہ تو بیقرار ہو کر چیخ رہا ہے۔

عبدالمطلب: (ان کی آواز سن کر) یہ بچہ تو بڑا جری و باوقار تھا یہاں کیوں رویا۔

ابو طالب: شاید یہ معبود اسے پسند نہیں کرتے ممکن ہے اسے کوئی تکلیف پہنچائیں۔

عبدالمطلب: میرے بیٹے! ورقہ کی طرح بد دین نہ بن یہ بچہ صاحبِ شان ہے، باعثِ برکت ہے اور اعلیٰ شان ہے۔ معبود اسے کیوں تکلیف پہنچانے لگے۔

ابو طالب: تو آپ اسے وہاں سے لیکر نکل آئیں۔ اگر وہ چپ ہو گیا تو ہم سمجھیں گے کہ یہ معبود ہی اس کے رونے کا سبب تھے۔

ابو طالب: دیکھئے۔ آنسو آنکھوں میں ہیں اور وہ مسکرا رہا ہے۔

ورقہ: ابو الحارث! میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا۔

عبدالمطلب: تو کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ معبود اسے تکلیف دے رہے تھے؟

ورقہ: نہیں یہ معبود تو مچھر کے پر کے برابر بھی کسی کو تکلیف نہیں دے سکتے۔ لیکن یہ بچہ نہ انہیں پسند کرتا ہے اور نہ انہیں کعبہ میں دیکھ سکتا ہے۔ اے عبدالمطلب! خدا اور اس مقدس گھر کی قسم جب یہ جوان ہو گا تو ایک دن ان بتوں کو توڑ ڈالے گا اور کعبہ کو ان کی نجاست سے پاک کر دے گا۔

عبدالمطلب: لیکن میں تو یہ چاہتا ہوں کہ کعبہ کے اندر پہنچ کر اللہ سے اس کے لئے دعا کروں۔

ورقہ: تو پہلے ان بتوں کو یہاں سے ہٹا دو۔

عبدالمطلب: یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قریش مجھے کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ ورقہ بن نوفل کی طرح عبدالمطلب بھی بد دین ہو گیا۔

ورقہ: تو پھر کعبہ کے باہر ہی سے دعا کر لو۔

عبدالمطلب: ہاں یہی کرتا ہوں (گڑگڑاتے ہوئے) "اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ اچھا اور خوش نصیب بچہ عنایت فرمایا۔ ہر حاسد و بد خواہ کے شر سے میں اسے اس ستونوں والے (خدا کے) گھر کی پناہ میں دیتا ہوں"۔

ابو طالب: والد محترم! بچے کی طرف دیکھئے چودھویں رات کے چاند کی طرح کیسا کھل رہا ہے۔ گویا آپ کے ساتھ ساتھ خود بھی دعا کر رہا ہو۔

عبد المطلب: ہاں کتنا حسین و خوبصورت ہے۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں، میرے محبوب بیٹے!

ورقہ: اب اسے ماں کے پاس پہنچا دیجئے۔

عبدالمطلب: ہاں دودھ پلانے کے لئے شاید وہ اس کی بے چینی سے منتظر ہو گی۔ آؤ عبدالعزیٰ تم بھی میرے ساتھ آمنہ کے پاس چلو۔

ابو طالب: آپ چلئے میں بھی آتا ہی ہوں۔

عبدالمطلب: کیوں بیٹا؟ ساتھ کیوں نہیں چلتے؟

ابو طالب: مناسب یہ ہے کہ میں ان بُتوں کو اپنی اپنی جگہ ٹھیک کر دوں تا کہ قریش دیکھ کر ہمارے متعلق چہ میگوئیاں نہ کرنے لگیں۔

عبدالمطلب: مناسب ہے۔ عبدالعزیٰ سنو! اور ورقہ بن نوفل تم بھی ہبل اور دوسرے معبودوں پر جو کچھ گزری خبردار کسی سے نہ کہنا۔ ورنہ حقیقت پر یقین کرنے کے بجائے وہ سمجھیں گے کہ ہم ہی نے ایسا کیا ہوگا۔

ورقہ: ہاں بچّے کی سلامتی کے لئے بھی اس واقعہ کی رازداری بہت ضروری ہے۔ جو ہونا ہے اسے قریش عنقریب دیکھ اور سن لیں گے، مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس پر ایمان لائیں گے اور بدبخت ہوں گے وہ جو کفر کرتے ہوئے اس کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کریں گے۔

عبدالمطلب: ورقہ! کیا میرے بیٹے کی یہ کیفیت ہوگی؟

ورقہ: ہاں اس کی قوم اسے شہر بدر کرے گی۔ لیکن اس کا کام روز افزوں گا۔

عبدالمطلب: میرے ماں باپ قربان کیا یہ لوگ اسے شہر بدر کریں گے؟

ورقہ: ہاں خدا کی قسم، میں جو کچھ اس وقت کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوگا اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو مقدور بھر اس کی اعانت کروں گا۔

عبدالمطلب: ورقہ! اللہ تمہیں برکت دے اگرچہ قریش کی طرف سے تم نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم نے میری مسرتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔

ورقہ: یہ اسمٰعیل کا بیٹا ہے۔ ابراہیم کی دعا ہے۔ اور ابراہیم و اسمٰعیل کا پروردگار یقیناً اس کی حفاظت فرمائے گا۔

عبدالمطلب: اور قریش؟

ورقہ: قریش کی باتیں چھوڑو۔ ایک زمانہ آئے گا کہ قریش ختم ہو جائیں گے اور نام و نشان اگر باقی رہے گا تو اسی خاندان کے بچہ سے باقی رہے گا۔

حکایت نمبر ۱۸

نسیم الریاض اور کتاب المستطرف اور حجۃ اللہ العالمین اور تاریخ ابن عساکر زرقانی وغیرہ میں ہے کہ حضور ﷺ سے ایک ہزار سال پیشتر یمن کا بادشاہ تبع اوّل حمیری تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنی سلطنت کے دورہ کو نکلا۔ بارہ ہزار عالم اور حکیم اور ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے اور اس شان سے نکلا کہ جہاں بھی پہنچتا اس کی شان و شوکتِ شاہی دیکھ کر مخلوقِ خدا چاروں طرف سے نظارہ کو جمع ہو جاتی تھی۔

یہ بادشاہ جب دورہ کرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا تو اہلِ مکہ سے کوئی اسے دیکھنے نہ آیا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اپنے وزیر اعظم سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس شہر میں ایک گھر ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں اور اس کے خادموں کی جو یہاں کے باشندے ہیں۔ تمام لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں اور جتنا آپ کا لشکر ہے اس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک کے لوگ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں۔ پھر آپ کا لشکر ان کے خیال میں کیا آئے۔

بادشاہ کو غصہ آیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اس گھر کو کھدوادوں گا اور یہاں کے باشندوں کو قتل کروادوں گا یہ کہنا ہی تھا کہ بادشاہ کے ناک، منہ اور آنکھوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور ایسا بدبودار مادہ نکلنے لگا کہ اُس کے پاس سے گذرنے کی کسی کو طاقت نہ رہی۔ اس مرض کا علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا۔ بادشاہ کے ہمراہی علماء میں سے ایک عالم تشریف لائے اور نبض دیکھ کر فرمایا مرض آسمانی ہے اور علاج زمین کا ہو رہا ہے۔

اے بادشاہ! آپ نے اگر کوئی بُری نیت کی ہے تو فوراً اس سے توبہ کیجئے۔

بادشاہ نے دل ہی دل میں بیت اللہ شریف اور خدام کعبہ کے متعلق اپنے ارادے سے توبہ کی۔ توبہ کرتے ہی اس کا وہ خون اور مادہ بہنا بند ہو گیا اور پھر صحت

کی خوشی میں اس نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف چڑھایا اور شہر کے ہر باشندے کو سات سات اشرفی اور سات سات ریشمین جوڑے نذر کئے۔

پھر یہاں سے چل کر جب مدینہ منورہ پہنچا تو ہمراہی علماء نے جو کُتبِ سماویہ کے عالم تھے وہاں کی مٹی کو سونگھا اور کنکریوں کو دیکھا اور نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ کی جو علامتیں انہوں نے پڑھی تھیں۔ ان کے مطابق اس سرزمین کو پایا تو باہم عہد کر لیا کہ ہم یہاں ہی مر جائیں گے مگر اس سرزمین کو نہ چھوڑیں گے۔ اگر ہماری قسمت نے یاوری کی تو کبھی نہ کبھی جب نبی آخر الزمان ﷺ یہاں تشریف لائیں گے ہمیں بھی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ ورنہ ہماری قبروں پر ضرور ہی کبھی نہ کبھی اُن کی جوتیوں کی مقدس خاک اُڑ کر پڑ جائے گی جو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے اُن عالموں کے لئے چار سو مکان بنوائے اور ایک عالم ربّانی کے مکان کے پاس حضور ﷺ کی خاطر ایک دو منزلہ عمدہ مکان تیار کرایا اور وصیت کر دی جب آپ تشریف لائیں تو یہ مکان آپ کی آرام گاہ ہو گا اور ان چار سو علماء کی کافی مالی امداد بھی کی اور کہا کہ تم یہیں رہو اور پھر اس بڑے عالم ربانی کو ایک خط لکھ دیا اور کہا کہ میرا یہ خط اسی نبیٔ آخر الزمان ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دینا اور اگر زندگی بھر تمہیں حضور (ﷺ) کی زیارت کا موقعہ نہ ملے تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا کہ نسلاً بعد نسل میرا یہ خط محفوظ رکھیں۔ حتی کہ سرکارِ دو عالم (ﷺ) کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چلدیا وہ خط نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک ہزار سال بعد پیش ہوا کیسے ہوا؟ اور خط میں کیا لکھا تھا؟ سنیئے اور عظمتِ مصطفےٰ ﷺ کا اعتراف فرمایئے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔ کمترین مخلوقات تبع اوّل حمیری کی طرف سے بخدمت شفیع المذنبین سیدّ المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ امابعد! اے اللہ کے حبیب میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب آپ پر نازل ہو گی اس پر بھی ایمان لاتا ہوں۔ اور میں آپ کے دین پر ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت

کا موقع ملے گا تو بہت اچھا و غنیمت اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ فرمانا میں آپ کی پہلی اُمت میں سے ہوں اور آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچّے رسول ہیں۔

شاہِ یمن کا یہ خط نسلاً بعد نسل ان چار سو علماء کے اندر حرزِ جان کی حیثیت سے محفوظ چلا آیا یہاں تک کہ ایک ہزار سال کا عرصہ گذر گیا۔ ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور یہ خط دست بدست معہ وصیّت کے اس بڑے عالم ربانی کی اولاد میں سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ نے وہ خط اپنے خاص غلام ابو لیلیٰ کی تحویل میں رکھا اور جب حضور ﷺ مکہّ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ منورہ کی الوداعی گھاٹی ثنیات کی گھاٹیوں سے آپ کی اونٹنی نمودار ہوئی اور مدینہ کے خوش نصیب لوگ محبوب خدا کا استقبال کرنے کو جوق در جوق آرہے تھے اور کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا۔ کوئی گلیوں اور سڑکوں کو صاف کر رہا تھا۔ کوئی دعوت کا انتظام کر رہا تھا اور سب یہی اصرار کر رہے تھے کہ حضور ﷺ میرے گھر تشریف فرما ہوں حضور ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو جس گھر میں یہ ٹھہرے گی اور بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہو گی۔

چنانچہ جو دو منزلہ مکان شاہِ یمن تبع نے حضور کی خاطر بنوایا تھا وہ اس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحویل میں تھا اسی میں حضور ﷺ کی اونٹنی جا کر ٹھہر گئی لوگوں نے ابو لیلیٰ کو بھیجا کہ جاؤ حضور کو شاہِ یمن تبع کا خط دے آؤ۔ جب ابو لیلیٰ حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا تو ابو لیلیٰ ہے۔ یہ سن کر ابو لیلیٰ حیران ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا۔ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ شاہِ یمن کا جو میرا خط تمہارے پاس ہے لاؤ وہ مجھے دو۔

چنانچہ ابو لیلیٰ نے وہ خط دیا اور حضور ﷺ نے پڑھ کر فرمایا صالح بھائی تبع کو

آفرین وشاباش ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کا ہر زمانے میں چرچا رہا اور خوش قسمت افراد نے ہر دور میں حضور ﷺ سے استفادہ کیا اور حضور ﷺ اگلی پچھلی تمام باتیں جانتے ہیں۔

باب نمبر ۳

کلام ہندو شعراء

حضور سرورِ عالم ﷺ کے چرچا کی حکایت ان گنت ہیں صرف بطور نمونہ چند حکایات پر اکتفا کیا ہے مزید حکایات و دیگر تحقیق و تفصیل اور عجائبات فقیر کی تصنیف "آدم تا ایندم" میں ملاحظہ فرمائیں۔ آخر میں اس رسالہ میں چند ہندو شعراء کے کلام سے چند نعتیں و اشعار درج کرتا ہوں تاکہ کلمہ گو مسلمان کے اپنے نبی پاک ﷺ کے عشق و محبت میں اضافہ ہو۔ یہ سوچ کر کہ جب اسلام سے بیگانے حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات کا اعتراف کر رہے ہیں تو وہ مسلمان بد قسمت ہے جو آپ کے کمالات کا منکر ہے۔

ان اشعار اور نعتوں سے "الفضل ماشھدت به الاعداء" کی خوب تصدیق ہوگی۔

اب ملاحظہ ہوں ہندوؤں کی نعتیں اور اشعار۔

نمونے کے اشعار

(۱) سرزمین دہلی کا ایک مشہور ہندو فاضل بابا افضل کاشی کا نعتیہ کلام بزبان فارسی

اے ذاتِ تو از دو کون مقصود وجود ❖ نام تو محمد و قامتِ محمود!

دل بر لبِ دریائے شفاعت بستم ❖ زاں روئے رواں مکینم از دیدہ درود

(۲) بابا افضل کاشی کے بعد بابا گورو نانک۔

ہن ڈھا نور محمدی ہن ڈھانبی رسول ❖ قدرت دیگھ کے نکا خودی گئی سمجھ بھول

م محمد مَن توں، من کتاباں چار ❖ مَن خدائے رسول توں بسچار ائی دربار

گرنتھ کا ایک شعر بزبان ہندی سماعت کیجئے۔

اٹھے پہر بھوندا پھرے، کھادن تنڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے، جاں چت نہ ہوئے رسول

ترجمہ: یعنی وہ شخص آٹھوں پہر سرگرداں رہے گا اور اس کے سینے میں درد و تکلیف کا عالم ہوگا اور وہ جہنم کا ایندھن بنے گا جب تک کہ اس کے دل میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوگی۔

(۳) ایک اور ہندو شاعر

بہ یثرب شوق دیدارِ محمد ❖ صنم ہر لحظہ بیمار محمد
بہ یثرب چوں رسم مشرگان خودار ❖ کُنم جاروب گلزارِ محمد
جبینم صرف سجدہ تابہ محشر ❖ زبانم محو اذکار محمد
ملائک را نیارم در نگاہے ❖ شوم گر کفش بردارِ محمد
ز جبرئیل امین سبقت ربودہ ❖ شب معراج رفتارِ محمد
معنم اے شوق بیگانہ ز اسلام ❖ مگر کفر است، انکارِ محمد

نوٹ: یثرب کی جگہ مسلمان ''مدینہ طیبہ'' کہتے ہیں (اویسی غفرلہ)

(۴) مشہور ہندو شاعر مسٹر بال مکند عرش ملسیانی، حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی مشہور نعتیہ غزل ''محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم'' کی طرز پر یوں رقمطراز ہیں۔

زبان افسانہ دل بود شب جائیکہ من بودم
نظر نظارہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
امیدِ راحت عقبیٰ، فراغت از غم دنیا
مرا ہر لطف حاصل بود شب جائیکہ من بودم
ز محفل دیدم دنے محفل آرائے دِگر دیدم
ہماں یک جانِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

ملائکہ دست بستہ عرش و کرسی لطف آمادہ

محمد صدرِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

(۵) اردو زبان کے مشہور ہندو شاعر مسٹر یو گند اپال صابر

مظہرِ حُسنِ ذات ہیں احمد ❖ رحمتِ ہر حیات ہیں احمد

اپنے اور غیر میں نہیں تفریق ❖ سرورِ کائنات ہیں احمد (ﷺ)

(۶) مشہور ہندو شاعر پنڈت بشیشور پرشاد منور لکھنوی کا رسول مقبول ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت

زبانِ حال ہے شاہد، زبانِ قال گواہ ❖ کلامِ پاک خدا ہبات بات آپ کی ہے

عروج آپ سے تھا، گو تمام راتوں کا ❖ حقیقتاً شبِ معراج رات آپ کی ہے

اسی سے ہے لقبِ پاک سرورِ کونین ❖ یہ عرش و فرش یہ کل کائنات آپ کی ہے

نفس نفس سے فروزاں ہوئے حرم کے چراغ ❖ تمام نورِ الٰہی حیات آپ کی ہے

اب اور اس کے سوا کارِ خیر کیا ہوگا ❖ عطائے دولتِ ایماں ذکات آپ کی ہے

ہے مرتبہ اسے دارالسلام کا حاصل ❖ شریک دل بنگہہ التفات آپ کی ہے

اسے حدیث کہیں یا اقرار دیں قرآں ❖ یہ اہلِ دل کی نہیں واردات آپ کی ہے

(۷) جے پور کی علم و ادب کی مردم خیز زمین کی مشہور ہندو شخصیت جناب چاند بہاری لال صبا ماتھر

ہوں اگر روح الامین بھی پاسبان مصطفےٰ ❖ رُک نہیں سکتے کسی سے عاشقانِ مصطفےٰ

عید میلاد النبی کی بزم ہے آراستہ ❖ آج ہونا چاہئیے، اظہارِ شان مصطفےٰ

سادگی تو دیکھئے میری جبیں کی جھک گئی ❖ عرش اعظم کو سمجھ کر آستان مصطفےٰ

کوئی سمجھا ہے نہ سمجھے گا کلام پاک کو ❖ جس طرح سمجھے ہوئے ہیں عاشقانِ مصطفےٰ

اب میرا دامن نہیں ہے دامنِ رحمت سے کم ❖ آپڑی ہے اس پہ خاک آستان مصطفےٰ

(۸) منشی نند کشور یکتا کا نعتیہ کلام

لگا دو پار کشتی کو ہماری یا رسول اللہ ❖ مصیبت میں کر و یاری ہماری یا رسول اللہ

کروں اب دھیان میں کس کا نہیں ہے آپ سم دوجھا
شفاعت ہے بڑی بھاری تمہاری یار سول اللہ

نہیں کوئی رہا اپنا ہوا جگ رین کا سپنا ❖ تمہارے نام کو جپنا ہے جاری یار سول اللہ

(۹) دہلی کی سرزمین کے مشہور پنڈت پروفیسر آنند موہن زتشی گلزار نے اپنی ایک نعتیہ رباعی میں حضور سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ کی تعریف کی ہے۔

پرتوِ حُسن ذات آئے تھے ❖ پیکرِ التفات آئے تھے
کذب اور کفر کے مٹانے کو ❖ سرورِ کائنات آئے تھے

(۱۰) سہانپور کے مشہور ہندو فقیر سہارنپوری یوں اظہار عقیدت کرتے ہیں۔

گلشن میں چل رہی ہیں ہوائیں درود کی ❖ غنچوں کی ہیں چٹک میں صدائیں درود کی
گیسوئے مصطفٰے کا جو چھیڑا ہے سلسلہ ❖ سر پر گھری ہوئی ہیں گھٹائیں درود کی

(۱۱) ہندو سادھو کبیر درس جی کا ایک مشہور نعتیہ شعر۔

نب کا در کھلا نہیں، نبی گئے ادہ پار ❖ جیسے چھچھ، اچھچھ ماں، نکل جات ادہ پار

(شرح) شبِ معراج کے موقع پر سات آسمانوں کے اس وقت تک دروازے نہیں کھلے جب تک حضور ﷺ ان دروازوں کے قریب تشریف نہیں لے گئے پھر دوسرے مصرع کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ آسمانوں سے اوپر اس طرح تشریف لے گئے جس طرح نگاہ شیشہ سے پار ہوتی ہے۔

(۱۲) سرزمین ہند شریف کے باسی لالہ شنکر داس جی شنکر نامی ہندو کے نیم ہندی شعر۔

لولاک لما تیری شان ہے جی ❖ تو سب پہ آقا مہربان ہے جی
شنکر کی صرف بات نہیں ❖ تیرا کرم ہر پہ، ہر آن ہے جی

(۱۳) بھگت کبیر نامی ہندو سادھو کی ایک رباعی ملاحظہ ہو۔

بھگت کبیر کی یا نبی اک بات سن لو ❖ کرپا کرو مجھی پہ تم کبھو!
تم ہو او تار، اور ہم ہے پوِتر ❖ بھلیو سائیں بھگت کو کبھو درشن ہو

(۱۴) جہاں آباد کے ایک مشہور صحافی منشی درگاہ سہائے سرور جہاں آبادی کی نعتیہ تضمین ـــ

دل بے تاب کو سینے سے لگالے آجا ❖ کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا!
پاؤں ہیں طول شبِ غم نے نکالے آجا ❖ خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا ❖ نہیں خورشید کو ملتا تیرے سائے کا پتہ
کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا ❖ اللہ اللہ تیرے چاند سے مکھڑے کی ضیاء
کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا ❖ اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

(۱۵) مہاراجہ سر کشن پرشاد کا نعتیہ کلام ـــ

کانِ عرب سے لعل نکل کر سر تاج بنا سرداروں کا
نامِ محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
باندھ کے سر پر سبز عمامہ کاندھے پر رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے، جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی، نور ہے تیرا پتی پتی
مہر و مہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیاروں کا
بادۂ عرفاں ملتا ہے ساقی کے میخانہ سے
شاؔد مقدر فضل خدا جاگا اب مئے خواروں کا

(۱۶) مشہور ہندو شاعر چوہدری دِلو رام کوثری کا نعتیہ کلام ملاحظہ فرمائیے ـــ

عظیم الشان ہے شانِ محمد ❖ خدا ہے مرتبہ دانِ محمد
کتب خانے کئے منسوخ سارے ❖ کتابِ حق ہے قرآن محمد
نبی کا نطق ہے نطق الٰہی ❖ کلام حق ہے فرمان محمد
خدا کا نور ہے نور پیمبر ❖ خدا کی شان ہے شانِ محمد

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا ❖ میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمد

(۱۷) اسی ہندو شاعر دلورام کوثری کے اشعار۔

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنم نے دی صدا ❖ جب پاس میں گیا تو نہ مجھ کو جلا سکا

بولا وہ تجھ پہ کیوں میری آتش ہوئی حرام ❖ اوجہ تجھ پہ قابو جو شعلہ نہ پا سکا

کیا نام ہے تو کون ہے مذہب ہے تیرا کیا ❖ حیران ہوں میں عذاب تو تجھ تک نہ جا سکا

میں نے کہا کہ جائے تعجب ذرا نہیں ❖ واقف نہیں تو میرے دل حق شناس کا

ہندو ہوں میں مگر ہوں ثناء خوانِ مصطفٰے ❖ اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آسکا

ہے تو دلو تخلص ہے کوثری ❖ اب کیا کہوں بتا دیا جو کچھ بتا سکا

(۱۸) پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی کا نعتیہ کلام۔

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسول دوسرا کا ❖ مضمون ہو عیاں جو دل میں لولاک لما کا

پہنچایا ہے کس اوج سعادت پہ جہاں کو ❖ پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت ❖ ہے خلد بریں روضۂ پُر نور کا خاکا

دے علم و یقین کو میرے رفعتِ شہہ عالم ❖ نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا

یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے ❖ بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ محشر ❖ کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

(۱۹) ڈاکٹر لالہ بیلی رام کانپوری ثم لاہوری حضور سید الانبیاء ﷺ کی بارگاہِ نبوت میں اپنا کلام اس طرح پیش کرتا ہے۔

اگر مل جائے محبوبِ خدا کا آستاں مجھکو

تو میں سمجھوں گا گویا مل گیا سارا جہاں مجھکو

وہ ظلمت ہے غم گیسوئے احمد ہیں یہاں مجھکو

کہ کفرستاں سے کچھ کم، نہیں ہندستاں مجھکو

خدایا رام کی دائم دعا ہے تیری رحمت سے

کتابِ نعتِ احمد روز شب ہو بز زباں مجھکو

(۲۰) ان کے ہمعصر لالہ لعل چند فلک کا نعتیہ کلام ؎

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے ❖ کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے

ربِ بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکہ ❖ نقشِ اوہام پرستی کا مٹایا تو نے

کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ ❖ اونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تو نے

(۲۱) مشہور ادیب و شاعر مسٹر جگن ناتھ آزاد کا نعتیہ کلام ؎

خلیق آئے، کریم آئے، رؤف آئے رحیم آئے

کہا قرآں نے جس کو صاحبِ خُلقِ عظیم آئے

وہ آئے جن کو کہیئے فخر آدم، ہادیٔ اکرم

وہ آئے جن کو لکھیئے زندگی کا محسنِ اعظم

تجلی عام فرماتے ہوئے شمس الضحیٰ آئے

امام الانبیاء آئے، محمد مصطفےٰ آئے

مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آئے

سحابِ رحم بن کر رحمت اللعالمیں آئے

(۲۲) مشہور ہندو شاعر ہری چند اختر کا نعتیہ کلام ؎

اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا ❖ آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ❖ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اسکے نام پر ❖ اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسن کائنات ❖ اب کسی نے اس کو عالم آشکارہ کر دیا

کہہ دیا لاتقنطو اختر کسی نے کان میں ❖ اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

(۲۳) مسٹر تلوک چند محروم کا نعتیہ کلام ؎

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر

مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں
شمیم جاں فزا لاتی ہے مکہ اور مدینے سے

(۲۴) فراق گورکھپوری کی نعتیہ رباعی ۔

انوار بے شمار معدود نہیں ❖ رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمد کا مقام ❖ وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

(۲۵) کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کی حضور ﷺ کی نعت ۔

تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی ❖ ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی
تسکین دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد ❖ سرمایۂ حیات ہے الفت رسول کی
انسانیت، محبت باہم تمیز، عقل ❖ جو چیز بھی ہے سب ہے، عنایت رسول کی
فرمانِ رب پاک ہے فرمان مصطفٰے ❖ احکامِ ایزدی ہے ہدایت رسول کی
اتنی سی آرزو ہے اب ربِ دوجہاں ❖ دل میں رہے سحر کے محبت رسول کی

(۲۶) رانا بھگوان داس بھگوان کی نعت ۔

نبی مکرم، شہنشاہِ عالی ❖ یہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی
جمال دوعالم تیری ذاتِ عالی ❖ دوعالم کی رونق تیری خوش جمالی
خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں ❖ یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصالی
تو فیاض عالم ہے داتائے اعظم ❖ مبارک تیرے در کا ہر اک سوالی
نگاہِ کرم ہو نواسوں کا صدقہ ❖ ترے در پہ آیا ہوں بن کر سوالی
میں جلوے کا طالب ہوں اے جانِ عالم ❖ دکھا دے دکھا دے وہ شانِ جمالی
ترے آستانے پہ میں جان دوں گا ❖ نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں گا خالی
تجھے واسطہ حضرت فاطمہ کا ❖ میری لاج رکھ لے دوعالم کے والی
نہ مایوس ہو نا یہ کہتا ہے بھگوان ❖ کہ جودِ محمد ہے سب سے نرالی

(۲۷) امر چند قیس جالندھری کے نعتیہ اشعار۔

وہ ابرِ فیض نعیم بھی ہے، نسیمِ رحمت شمیم بھی ہے
شفیق بھی ہے خلیق بھی ہے، رحیم بھی ہے کریم بھی ہے
یہ آپ کے قیس کا ہے ایماں، حضور ہیں راہنمائے انساں
حضور کا جو نہیں ہے قائل، شقی بھی ہے اور لئیم بھی ہے

(۲۸) سرداری لعل نشتر مظہر نورِ ازل کے عنوان سے نعت۔

جنابِ محمد شہِ انبیاء تھے ❖ مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
یتیموں کے محسن نگہباں تھے وہ ❖ غریبوں پہ سو دل سے قرباں تھے وہ

(۲۹) جگن ناتھ کمال کا کلام۔

غریبوں کے نہالِ آرزوئے دل میں پھل آئے
گرے مینارِ کسریٰ کفر و بدعت میں خلل آئے
بجھا آتشکدہ جب مظہرِ نورِ ازل آئے
زمیں چومی بتوں نے سجدے میں لات و ہبل آئے

(۳۰) جناب سیتہ پال اختر کی نعت۔

جمہور و مساوات کا پیغمبر ہے ❖ آئینہ حالات کا پیغمبر ہے
اے خطۂ بطحا و عرب کے باشی ❖ تو کشف و کرامات کا پیغمبر ہے

(۳۱) گوری سرن لال ادیب لکھنوی۔

آؤ ہم سب مل کے میٹھی پیار کی باتیں کریں
دو جہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں
سرزمین طیبہ ؐ سرکار کی باتیں کریں
فخر آدم، احمدِ مختار کی باتیں کریں

(۳۲) پنڈت رام پرتاب اکمل جالندھری کا نعتیہ قطعہ۔

قرآن پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ ❖ تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب کی

اکمل کہیں مقامِ ادب ہاتھ سے نہ جائے ❖ توصیف لکھ رہے ہو رسالت مآب کی

(۳۳) لالہ دھرم پال گپتا وفا دہلوی کا حضور ﷺ کی بارگاہ نبوت میں نذرانہ۔

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت ❖ ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا ❖ تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین ❖ لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

وفا جہاں میں وہ عالی مقام ہوتا ہے ❖ عطاء جسے مئے عرفاں کا جام ہو جائے

(۳۴) دنیا گڑھ کے راجندر بہادر موج۔

خالق نے سنوارا ہے ہر کام محمد کا ❖ گرتوں کا سہارا ہے اِک نام محمد کا

حضرت کی صداقت کی عالم نے گواہی دی ❖ پیغام الٰہی ہے پیغام محمد کا

ہر مذہب وملت پر یکساں ہے کرم جاری ❖ ممنون نہیں تنہا اسلام محمد کا

اوہام کی ظلمت میں اِک شمع ہدایت ہے ❖ بھٹکی ہوئی دنیا کو پیغام محمد کا

تصویر حقیقت ہے اک درسِ محبت ہے ❖ ہر بات محمد کی ہر کام محمد کا

اے فوج سہارے کو طوفانِ حوادث میں ❖ اک نام خدا کا ہے اک نام محمد کا

(۳۵) لکنئو کے مشہور صحافی وشنو کمار شوق لکھنوی۔

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرّہ مدینے کا
رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا

جو محبوبِ خدا ہے کیف اس کا کار فرما ہے
انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے میخانہ مدینے کا

ابھی تو خواب ہی دیکھا اب تعبیر دیکھوں گا
نگاہوں میں لئے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا

بس اب تو شوقؔ دل میں اِک یہی ارمان باقی ہے
کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

(۳۶) بنارس کے پنڈت سُندر لال حمید کی نعت ۔

وہ سُندر چہرہ نور بھرا وہ رام سرولی متوالا
دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مایا لے کر جو پھرتا تھا بازاروں میں
میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمد جس کا ہے
شُدر اور ویش کیئے سب داخل جس نے پیاروں میں
آنند کے گُر سکھائے گیئؤ اور گھٹ گھٹ میں بتلائے گیئؤ
تھا وہ گیانی لاثانی پرمیشر کے
ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یار واس گر گیانی کے
ہیں روپ سروپ محمد کے یاں قدرت کے اشاروں میں
تم لے لے اس کا نام حمید اپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں جا کر چھپنا غاروں میں

(۳۷) شودر قوم کے مشہور راہنما بر ہم ناتھ دت قاصر کا نعتیہ کلام ۔

زہے عزت و قدر و شانِ محمد ❖ جہانِ خدا ہے جہانِ محمد
بہارِ ازل بوستانِ ابد ہے ❖ کتابِ خدا، ارمغانِ محمد
رواں تھا، رواں ہے، رواں ہی رہے گا ❖ قیامت تلک کاروانِ محمد

لالہ مُرلی دھر شاد کا یہ شعر ملاحظہ ہو ۔

جہنّم کا نہ ڈر ہو گا نہ کچھ خوفِ سزا ہو گا ❖ قیامت میں گنہگاروں کو تیرا آسرا ہو گا

(۳۸) منشی پیارے لال رونق دہلوی کے تین نعتیہ شعر ۔

حاصل شرف ہے کس کو خدا کی جناب کا
ہمسر ہے کون شانِ رسالت مآب کا

عاشق ہوں اس جناب رسالت مآب کا
کونین ایک ذرّہ ہے جس کی جناب کا
رونق سخن کو میرے نہ حاصل ہو کیوں شرف
مداح ہوں جنابِ رسالت مآب کا

خاتمہ

اردو کا ایک سُنّی گمنام نعت گو شاعر حافظ پیلی بھیتی (رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام پر مضمون اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اردو میں نعت گوئی تقریباً ہر دور میں ایک پسندیدہ اور مقدس صنفِ شعر قرار دی جاتی رہی ہے اور تقریباً تمام شعراء نے حسبِ توفیق اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور سرکارِ دوعالم تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے لیکن کچھ شعرا ایسے ہیں جنھوں نے اپنی تمام تر شاعرانہ صلاحیتوں کو نعت گوئی کے لئے وقف کر دیا اور اس صنف کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کو بر صغیر کے مسلمانوں کی بدقسمتی سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے غزل کے شعراء کو تو اہمیت دی لیکن نعت گو شعراء ہمیشہ پردۂ اخفا میں رہے اپنے اور ان کے فن پر کوئی وقیع کام یا تحقیق نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ بعض شعراء جنھوں نے نمود و نمائش اور ذاتی تشہیر سے گریز کیا ان کے نام آج اردو نعت گوئی کی تاریخ میں موجود نہیں۔ ایسے ہی شعراء میں حافظ پیلی بھیتی کا شمار ہوتا ہے جنھوں نے تقریباً پندرہ ہزار نعتیں اور دو ہزار کے قریب نعتیہ رباعیاں کہیں اور ان کے انیس (۱۹) دواوین شائع ہوئے لیکن آج اردو نعت کی تاریخ اور اردو نعت کی تدوین کرنے والے افراد ان کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صرف اور صرف محقیقین پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جو حاصل شدہ مواد پر اکتفا کر کے اپنی تحقیق کو مکمل تصور کرتے ہیں۔

قاضی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی ۱۸۶۰ء میں روہیل کھنڈ کے معروف شہر پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ نو عمری سے ہی شعر گوئی کی طرف طبیعت مائل تھی۔ اس لئے ابتداءً اپنے ماموں اور فارسی کے معروف عالم قاضی مختار حسین سے مشورہ سخن کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ عشق کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ تمام عمر نعتیہ شاعری کریں گے۔ حافظ پیلی بھیتی کو اردو شاعری کے تمام رموز و محاسن پر پورا عبور تھا اور اس بنا پر آپ کو مرزا داغ دہلوی، امیر مینائی، حسرت موہانی، امجد حیدر آبادی، علامہ اقبال اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی سب وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

حافظ پیلی بھیتی نے علوم دنیوی کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ میں بھی دسترس حاصل کی آپ نے ابتدائی کتب اپنے ماموں سے پڑھنے کے بعد حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے درس نظامی کی مروّجہ کتب پڑھیں۔ آپ کو حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے شرف بیعت حاصل تھا جبکہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا عبد العلی آسی مدارسی، مولانا عبد القادر بدایونی اور دیگر علماء آپ کی نہایت عزت و توقیر فرمایا کرتے تھے۔

حافظ پیلی بھیتی کے پہلے مجموعہ "نعتِ مقبول خدا" مطبوعہ ۱۳۰۳ھ کی اشاعت پر مرزا داغ دہلوی نے قطعہ تاریخ کہا۔

نعتیہ کلام قاضی الحق ❖ دل دیدہ و لذّتِ چشیدہ

داغ از سر مدح گفت تاریخ ❖ گلزارِ خلیل نور سیدہ (۱۳۰۳)

حضرت منشی امیر مینائی نے بھی حافظ پیلی بھیتی کے پہلے مجموعہ کی اشاعت پر قطعہ لکھا۔

کہے قاضی خلیل الدین حسن نے ❖ مضامیں طرفہ نعتِ مصطفیٰ کے

امیر اُن کی لکھی تاریخ ہیں نے ❖ محامد ہیں وہ ختم انبیاء کے

حافظ پیلی بھیتی کو اظہار و بیان پر بلا کی قدرت حاصل تھی اور وہ دہلوی اسکول کے ایک نمائندہ شاعر تھے۔ سلاست اور روانی آپ کے کلام کا طرۂ امتیاز تھی۔ راقم الحروف کو آپ کے آٹھ دواوین اور رباعیات کے دو مجموعہ بعد تلاش و جستجو میسر آسکے ہیں۔ مزید کی تلاش ہے تاکہ اردو کے اس عظیم نعت گو شاعر پر مربوط و مبسوط کام ہو سکے جو مجموعے دستیاب ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں۔ نعت مقبول خدا ۱۳۰۳ھ، نغمہ ٔ روح ۱۳۰۹ھ، خمخانہ ٔ حجاز ۱۳۱۵ھ، آئینہ پیغمبر ۱۳۳۰ھ بیاضِ نعت ۱۳۳۳ھ، نغمہ ٔ جگر دوز ۱۳۳۵ھ، لذّتِ درد ۱۳۳۸ھ اور خمخانہ ٔ خلد ۱۳۴۰ھ، تمام مجموعے نظامی پریس بدایوں اور مطبع حسنی پریس بریلی سے طبع ہوئے ہیں۔ حافظ پیلی بھیتی کا وصال ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء بمطابق ۷ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ کو پیلی بھیت میں ہوا۔ مولانا حامد رضا خاں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

انتخاب

نقدِ جاں دے کر میں اُنکو جنسِ ایماں لے چلا
مال جتنا تھا گراں اُتنا ہی ارزاں لے چلا

گوشۂ دل میں چھپائے داغِ حرماں لے چلا
ڈرتے ڈرتے میں چراغِ زیرِ داماں لے چلا

دل سراسر درد سے لبریز، لب پر تھی ہنسی
میں شہادت گاہ سے یوں زخمِ خنداں لے چلا

الاماں ہنگامِ پرسش، الحذر وقتِ حساب
المدد، مجھ کو فرشتہ سوئے میزاں لے چلا

بارالہا، میری گردن، میرے سر کی خیر ہو
بارِ عصیاں سے سوا میں شرمِ عصیاں لے چلا

روضۂ خیر الوریٰ کا دیکھنے والا ہوں میں
خلد میں مجھ کو خوشامد کر کے رضواں لے چلا

کی بسر عمرِ رواں رو رو کے ہجرِ شاہ میں
بحرِ غم میں ناؤ کو لبریز طوفاں لے چلا

نقدِ جاں کرتے ہیں پہلے نذر اس سرکار میں
یہ سکھاتا یہ پڑھاتا مجھ کو درباں لے چلا

ہے اجل نزدیک، طیبہ دور، میں معذور ہوں
مجھ کو حافظؔ دل کا دھڑکا سینہ کوہاں لے چلا

☆☆☆

بخشوانے کو ہمارے شافعِ محشر اٹھا ❖ سینکڑوں بیٹھے ہوئے دل ہاتھ میں لیکر اٹھا
زائروں کے جاتے ہی طوفانِ چشمِ تر اٹھا ❖ اشک کا دریا چڑھا کشتی کا جب لنگر اٹھا
ناتواں سے منزلِ طیبہ مشکل طے ہوئی ❖ اُٹھ کے بیٹھا، بیٹھ کر اُٹھا، گرا، گرا کر اُٹھا
جان جب نکلی بدن سے آپ کا کلمہ پڑھا ❖ قبر سے اٹھا تو کلمہ آپ کا پڑھ کر اُٹھا
ان کے در سے جیتے جی مجھ کو اٹھا سکتا تھا کون ❖ جم کے مرنے کے لئے بیٹھا تھا میں، مر کر اُٹھا
جالیوں سے تو، تو اندر آتی جاتی ہے صبا ❖ چہرۂ انور سے اِک دن گوشۂ چادر اُٹھا
باندھ لے خالی کمر حافظؔ اگر توشہ نہیں ❖ چل مدینے، لے خدا کا نام اٹھ بستر اٹھا

فائدہ: ساغر صدیقی کی نعت گوئی بھی قابلِ صد ہر عاشقِ مصطفےٰ کی طرح ساغر بھی مدینہ پاک میں حاضری کی تمنا سے کثرتِ ابتہاج کو کھلائے رکھتا ہے ۔

یثرب کی رہگذار ہو اور پائے آرزو ❖ یارب! کسی طرح تو یہ بر آئے آرزو

ہم خاکِ درِ اقدس لیکر پلکوں پہ سجائیں گے ساغر
یوں دل کا چمن مہکائیں گے جب ہم بھی مدینے جائینگے

جس کو بھی حیاتِ جاوداں کی خواہش ہو گی دولتِ بقا کی ضرورت ہو گی وہ درِ مصطفےٰ پر جانا چاہے گا۔

در رسول سے آتی ہے مجھ کو یہ آواز ❖ یہاں ملے گی تمہیں دولتِ بقا آؤ

ساغر صدیقی مدینہ طیبہ کے ذکر میں جنت کی بے قدری نہیں کرتا بلکہ وہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کا ہم مسلک ہے رضا بریلوی نے جنت کی شان و شوکت پر حیرت کا اظہار کرنے والوں سے کہا تھا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے یہ بھی تو دیکھو کہ جنت کا خاکِ مدینہ سے تعلق کیا ہے۔

؎ اتنا عجب بلندی ء جنت پہ کس لئے ❖ دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

ساغر صدیقی بھی جنت سے نفور نہیں، وہ خدا کا نام لیتا ہے اس کی خواہش کرتا ہے مگر سرکار کے دربار کے بعد کعبے سے بھی اسے محبت ہے۔ مگر سنگِ در مصطفےٰ سے اظہار عقیدت کے بعد ؎

لیتا ہوں نام خلد کا طیبہ نگر کے بعد ❖ کعبے کو چومتا ہوں ترے سنگِ در کے بعد

اور سچی بات یہ کہ مست و بے خود شاعر اپنے عقیدے میں بڑا ہوشیار اور ایمان میں بڑا پختہ کار ہے ؎

محمد اول و آخر، محمد باطن و ظاہر ❖ محمد ہیں بہر صورت عیاں ایمان ہے میرا

اختتامیہ

الحمد للہ! رسالہ ھذا بخیر و خوبی بتوفیق الٰہی و بنظر کرم نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اختتام پذیر ہوا۔ مولیٰ عزوجل بطفیل نبی اکرم ﷺ اور بنظر عاطفت سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ اسے فقیر اور ناشر کے لئے توشۂ آخرت اور ناظرین کے لئے مشعلِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ ۲۳ اگست ۲۰۰۰ء بروز بدھ

الحمد للہ! اس پُر فتن دور میں بھی ایسے ولیء کامل موجود ہیں جو عوام النّاس کے ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی ولیء کامل نے فرمایا کہ روزانہ اس طرح توبہ کر لیا کرو۔

یا اللہ عزوجل! اگر مُجھ سے کوئی کلمئہ کفر سرزد ہو گیا ہو تو اس سے توبہ کرتا ہوں ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

❄❄❄❄❄❄

عطاری پبلشرز کراچی

عطاری پبلشرز کی مطبوعات

- عورتوں پر شفقتِ رسول ﷺ
- چرچا محمد ﷺ کا
- تبلیغی جماعت کی حقیقت
- وظائف اولیاء پر اعتراضات کے جواب
- تبرکات میں شفاء
- رزق میں برکت کے وظائف
- زیارت رسول ﷺ کے مجرب وظیفے
- سرکار ﷺ کی آمد مرحبا
- غوث اعظم لقب کس کا؟
- عقیقہ کے احکام